فقہی قواعد کلیہ میں فقہاء کا اسلوب و منہج

ڈاکٹر ذوالفقار علی☆

قواعد کلیہ کا تعارف

لغت میں قاعدہ کسی چیز کی اساس اور بنیاد کو کہتے ہیں(۱) اور اس کی جمع قواعد آتی ہے۔اس بنا پر عمارت کی بنیادوں کو"قَوَاعِدُالبَیْتِ"اور ہودے کی لکڑیوں کو"قَوَاعِدُ الْھَوْدَجِ" کہا جاتا ہے۔قرآنِ مجید میں دو جگہ قواعد کا لفظ اسی لغوی مفہوم کے اعتبار سے وارد ہوا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ﴾(۲)۔

(اور یاد کرو جب اٹھاتے تھے ابراہیم علیہ السلام بنیادیں خانۂ کعبہ کی اور اسماعیل علیہ السلام)۔

﴿فَاَتَی اللّٰہُ بُنْیَانَھُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَیْھِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِھِم﴾ (۳)۔

(پھر پہنچا حکم اللہ کا ان کی عمارت پر بنیادوں سے، پھر گر پڑی ان پر چھت اوپر سے)۔

فقہاء قواعد کلیہ کے اصطلاحی مفہوم کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

اَلْقَاعِدَۃُ: ھِیَ قَضِیَۃٌ کُلِّیَّۃٌ مُنْطَبِقَۃٌ عَلٰی جَمِیْعِ جُزْئِیَاتِھَا (۴)

(قاعدہ وہ حکمِ کلی ہے جو اپنی تمام جزئیات پر منطبق ہوتا ہو)۔

اَلْقَاعِدَۃُ: حُکْمٌ کُلِّیٌّ یَنْطَبِقُ عَلٰی جَمِیْعِ جُزْئِیَاتِہٖ لِیُتَعَرَّفَ اَحْکَامُھَامِنْہُ (۵)

(قاعدہ وہ حکمِ کلی ہے جو اپنی تمام جزئیات پر منطبق ہوتا ہو، تاکہ اس سے جزئیات کے احکام معلوم کیے جاسکیں)۔

قاعدے کی درج بالا دونوں تعریفیں اپنے اصطلاحی مفہوم کے اعتبار سے ایک جیسی ہیں سوائے اس کے کہ پہلی تعریف کی نسبت دوسری تعریف میں زیادہ توضیح پائی جاتی ہے۔قاعدے کی اس قسم کی تعریف اگرچہ دیگر علوم وفنون کے لیے تو درست ہے مگر فقہی اور قانونی مسائل و احکام کے لیے ناقص معلوم ہوتی ہے۔جیسے نحو کا قاعدہ ہے: فاعل مرفوع، مفعول منصوب اور مضاف الیہ مجرور ہوتا ہے۔عربی زبان وادب کے یہ تینوں اصول، فاعل، مفعول اور مضاف الیہ اپنی تمام تر جزوی صورتوں کا احاطہ کرتے ہیں یعنی کوئی فاعل، مفعول یا مضاف الیہ ایسا نہیں ہے جس کی کوئی جزئی اپنے قاعدہ

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ کالج کلر سیداں، راولپنڈی

کلیہ سے باہر ہو۔شریعت اسلامیہ کو سمجھنے والے علماءِ اصولیین ایک قاعدہ بیان کرتے ہیں کہ:’’اَلْأَمْرُ لِلْوُجُوبِ وَالنَّهْيُ لِلتَّحْرِيمِ‘‘ (۶)۔(امر وجوب کے لیے اور نہی تحریم کے لیے ہوتی ہے)۔یہ قاعدہ بھی اپنی تمام جزئیات پر پوری طرح منطبق ہوتا ہے۔مگر فقہ اسلامی کے قواعد کلیہ کا معاملہ ان اصولی معاملات سے ذرا مختلف نوعیت کا ہوتا ہے۔ان میں سے کوئی قاعدہ کلیہ بھی اپنی تمام تر جزئیات وفروعات پر حاوی نہیں ہوتا بلکہ اس کی بہت سی استثنائی صورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو اپنے قاعدے کے اطلاق سے باہر رہتی ہیں۔مثلاً:فقہی قاعدہ ہے:’’اَلْقَدِيمُ يُتْرَكُ عَلٰى قِدَمِهٖ‘‘ (۷)۔(قدیم کو اس کی قدامت پر چھوڑا جائے گا) لیکن ضرر کو اس سے استثنائی صورت حاصل ہوگی یعنی’’اَلضَّرَرُ لَا يَكُونُ قَدِيْمًا‘‘ (۸)۔(ضرر کبھی قدیم نہ ہوگا)۔اسی طرح سیَر کے حوالے سے قاعدہ ہے: ’’اَلْجِهَادُ وَاجِبٌ عَلٰى الْمُسْلِمِيْنَ‘‘ (۹)۔(مسلمانوں پر جہاد واجب ہے)۔اب اس میں بہت سی ایسی استثنائی صورتیں بھی ہیں جن کے تحت جہاد ہر مسلمان پر واجب نہیں ہوتا (۱۰)۔اس لیے بعض فقہاء فقہی قاعدے کی تعریف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

حُكْمٌ اَكْثَرِيٌّ لَا كُلِّيٌّ يَنْطَبِقُ عَلٰى اَكْثَرِ جُزْئِيَّاتِهٖ لِتُعْرَفَ اَحْكَامُهَا مِنْهُ (۱۱)۔

(قاعدہ وہ حکم اکثری ہے نہ کہ کلی، جس کا اپنی اکثر جزئیات پر اطلاق ہوتا ہو اور اس سے فقہی احکام معلوم ہو سکیں)۔

هُوَ الْحُكْمُ الْكُلِّيُّ أَوِ الْاَكْثَرِيُّ الَّذِىْ يُرَادُبِهٖ مَعْرِفَةُ حُكْمِ الْجُزْئِيَّاتِ (۱۲)۔

(قاعدہ وہ کلی یا اکثریتی حکم ہے جس کا مقصد یہ ہو کہ اس کے ذریعے جزئیات کا حکم معلوم کیا جاسکے)۔

قاعدے کی درج بالا دونوں تعریفوں میں جو چیز مشترکہ طور پر پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ قاعدہ وہ اصول یا مقولہ ہے جس کے کہنے سے ایک عام آدمی کو بہت سے قانونی اور شرعی احکام سمجھ میں آجائیں۔اگر عام زبان میں اس کا مفہوم ادا کیا جائے تو وہ ’’ایک جامع بات یا فارمولے‘‘ کے مفہوم کے قریب تر ہے۔جہاں تک اس کی قانونی اور دستوری حقیقت و ماہیت کا تعلق ہے تو مصطفیٰ احمد الزرقاء (م ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء) کے بقول:’’اُصُوْلٌ فِقْهِيَّةٌ كُلِّيَّةٌ فِيْ نُصُوْصٍ مُوْجَزَةٍ دَسْتُوْرِيَةٍ تَتَضَمَّنُ اَحْكَامًا تَشْرِيْعِيَّةً عَامَةً فِي الْحَوَادِثِ الَّتِيْ تَدْخُلُ تَحْتَ مُوْضُوْعِهَا‘‘ (۱۳)۔یعنی قواعد کلیہ وہ فقہی اصول ہیں جنہیں مختصر قانونی زبان میں اس طرح مرتب کیا گیا ہو کہ ان میں اپنے موضوع کے تحت آنے والے تمام شرعی احکام شامل ہو جائیں)۔

کتبِ فقہ میں پائے جانے والے کثیر تعداد میں قواعد کلیہ اپنی وسعت اور دائرہ کار کے اعتبار سے ایک جیسے نہیں ہیں۔ان میں سے بعض قواعد کلیہ کو اساسی حیثیت حاصل ہے جن کی فروعات تمام فقہی ابواب میں پائی جاتی ہیں۔جیسے ’’اَلْقَوَاعِدُ الْخَمْسُ‘‘ ہیں اور بعض قواعد کلیہ ایسے بھی ہیں جن میں اتنی گہرائی یا وسعت نہیں پائی جاتی، ان کی جزئیات صرف ایک آدھ باب کو ہی شامل ہوتی ہیں۔ایسے قاعدے کلیے کو فقہاء ضابطہ یا فائدہ کا نام دیتے ہیں (۱۴)۔ابن نجیم (م ۹۷۰ھ/۱۵۶۳ء) قاعدے اور ضابطے کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:’’اِنَّ الْقَاعِدَةَ تَجْمَعُ

فُرُوْعًا مِنْ اَبْوَابٍ شَتّٰی، وَالضَّابِطُ یَجْمَعُھَا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ" (۱۵)۔(قاعدہ وہ ہے کہ جس کی فروعات مختلف ابواب کا مجموعہ ہوں جب کہ ضابطہ وہ ہے کہ جس کی فروعات ایک ہی باب پر مشتمل ہوں)۔اس اعتبار سے "اَلْیَقِیْنُ لَایَرْفَعُ بِالشَّکِ" (۱۶)۔(یقین شک کی وجہ سے زائل نہ ہوگا)۔قاعدہ کلیہ ہے کیوں کہ اس کی فروعات کسی خاص باب کے بجائے ہر باب میں پائی جاتی ہیں، جب کہ "شَعْرُ الْحَیَوَانِ فِیْ حُکْمِ الْمُنْفَصِلِ عَنْہُ لَافِیْ حُکْمِ الْمُتَّصِلِ" (۱۷)۔(جانور کے بالوں کا حکم اس سے جدا چیز کا حکم ہے نہ کہ متصل کا)۔قاعدہ کے بجائے ضابطہ ہے کیوں کہ اس کا تعلق صرف باب الحیوانات سے ہے۔اگر قاعدے اور ضابطے کے اس فرق کو سامنے رکھ کر فقہاء کی قواعد کلیہ سے متعلق کتب کا مطالعہ کیا جائے تو یہ تفریق واضح طور پر نظر آتی ہے۔مثلاً:

علامہ سبکیؒ (م۷۷۱ھ/۱۳۶۹ء) نے اپنی کتاب "اَلْأَشْبَاہُ وَ النَّظَائِرُ" میں بعض قواعد کلیہ کو "اَلْقَوَاعِدُ الْعَامَۃُ" کے عنوان کے تحت لکھا ہے جب کہ کئی ایک قواعد کو "اَلْقَوَاعِدُ الْخَاصَّۃُ" کا نام بھی دیا ہے اور انھیں فقہی ابواب کی ترتیب پر مدون کیا ہے۔اسی ترتیب کو امام سیوطیؒ (م۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) نے اختیار کیا ہے۔انھوں نے اپنی کتاب "اَلْأَاَشْبَاہُ وَ النَّظَائِرُ" کے پہلے باب میں پانچ بنیادی قواعد کو مکمل شرح وبسط کے ساتھ لکھا پھر "ضوابط" کو کتاب کے پانچویں باب میں جا کر جگہ دی ہے۔ایسے ہی ابن نجیم (م۹۷۰ھ/۱۵۶۳ء) نے اپنی کتاب "اَلْأَاَشْبَاہُ وَ النَّظَائِرُ" میں چھ بنیادی قواعد کلیہ کو "اَلْفَنُّ الْاَوَّلُ" کے عنوان کے تحت اور ضوابط کو "اَلْفَنُّ الثَّانِی" کے عنوان کے تحت ترتیب دیا ہے۔البتہ یہ بات ملحوظ رہے کہ قاعدے اور ضابطے کے درمیان مذکورہ بالا فرق بعض متاخرین فقہاء کا وضع کردہ ہے۔جہاں تک قدیم فقہاء کی ترتیب کا تعلق ہے تو ان کے پیشِ نظر ایسی کوئی تفریق موجود نہ تھی بلکہ انھیں کتبِ فقہ سے جو بھی قاعدہ کلیہ دستیاب ہوا یا انھوں نے خود مستنبط کیا تو اسے قاعدہ یا ضابطہ کا نام دیئے بغیر حسبِ ضرورت اپنی کتب میں درج کر دیا۔ایسے بے شمار قواعد کلیہ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (م۱۸۲ھ/۷۹۸ء) کی "کتاب الخراج"، شیبانی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۸۹ھ/۸۰۵ء) کی کتاب "السیر الکبیر"، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م۲۰۴ھ/۸۱۹ء) کی کتاب "الأم" اور "الرسالۃ"، امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ (م۴۹۸ھ/۱۰۹۷ء) کی کتاب "المبسوط" اور "شرح السیر الکبیر"، کاسانی رحمۃ اللہ علیہ (م۵۸۷ھ/۱۱۹۱ء) کی کتاب "البدائع الصنائع"، مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ (م۵۹۳ھ/۱۱۹۷ء) کی کتاب "الھدایۃ" وغیرہ میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔قواعد کلیہ کے موضوع پر پائی جانے والی بعض ایسی وقیع اور شہرہ آفاق کتب بھی ہیں جن میں ضوابط، فوائد یا استثنائی صورتوں ہی کا ذکر ہے لیکن ان آئمہ کبار نے انھیں بھی قواعد کلیہ کا نام دیا ہے۔مثلاً قرافی رحمۃ اللہ علیہ (م۶۸۴ھ/۱۲۸۵ء) نے "اَلْفُرُوْقُ" میں "اَلضَّابِطُ" کی جگہ "اَلْقَاعِدَۃُ" یا "اَلْمَسْئَلَۃُ" کا لفظ استعمال کیا ہے۔اسی طرح ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ (م۷۹۵ھ/۱۳۹۳ء) کی کتاب "القواعد فی الفقہ الاسلامی" فقہی ابواب اور احکام ومسائل پر مشتمل ہے لیکن وہ انھیں "قواعد" کا نام دیتے ہیں۔

فقہاء کے نزدیک اصولی اور فقہی قاعدہ کلیہ کے درمیان بنیادی قسم کا فرق پایا جاتا ہے، کیوں کہ ان فنون میں سے ہر ایک فن اپنا مستقل وجود اور موضوع رکھتا ہے (۱۸)۔ جس بنا پر فقہاء کی ان دونوں فنون یعنی ''اصول فقہ اور احکام فقہ'' میں الگ الگ کتابیں پائی جاتی ہیں اور ان دونوں میں وہ ایسا ہی فرق روا رکھتے ہیں جیسا کہ شریعت اور فقہ میں فرق پایا جاتا ہے (۱۹)۔ بہرحال اصولی اور فقہی قواعد کلیہ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ان کے مابین حسبِ ذیل قسم کا فرق نمایاں طور پر نظر آتا ہے:

الف۔ اصولی قاعدہ کلیہ ادلہ شرعیہ پر مشتمل ہوتا ہے، جب کہ فقہی قاعدہ کلیہ جزئیات کے مجموعے کو کہتے ہیں۔

ب۔ اصولی قاعدہ کلیہ سے شرعی احکام مستنبط کیے جاسکتے ہیں جب کہ فقہی قاعدہ کلیہ میں یہ صلاحیت نہیں ہوتی۔

ج۔ اصولی قاعدہ کلیہ کی تمام جزئیات اپنے موضوع پر منطبق ہوتی ہیں جب کہ فقہی قاعدہ کلیہ میں تمام جزئیات کی بجائے اکثر جزئیات منطبق ہوتی ہیں اور ہر قاعدہ کلیہ میں کوئی نہ کوئی استثنائی صورت بھی موجود ہوتی ہے۔

د۔ اصولی قاعدہ کلیہ کو فقہی قاعدہ کلیہ پر ایسی ہی برتری حاصل ہے جیسی کہ اصولی طور پر قرآن مجید کو سنت نبویہؐ پر۔

ھ۔ اصولی اور فقہی قاعدہ کلیہ میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ مجتہد اصولی قواعد کلیہ کو سامنے رکھ کر احکام شرعیہ مستنبط کرتا ہے جب کہ فقہی قاعدہ کلیہ کو احکام اور جزئیات کی تخریج کے بعد وضع کیا جاتا ہے۔

اہمیت وافادیت

فقہی قواعد کلیہ کو دنیا بھر کے مروجہ قوانین میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ ان کی سچائی اور افادیت کو آفاقی طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ فقہ اسلامی میں پائے جانے والے قواعد کلیہ کی تخریج اور استنباط چوں کہ قرآن وسنت اور اس کے ذیلی مآخذ ومصادر پر مبنی ہوتی ہے۔ اس لیے یہ قواعد کلیہ دنیا بھر کے قانونی ضابطوں پر کئی گنا فوقیت رکھتے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ ایسے فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم جنھوں نے فقہ اسلامی کے قواعد کلیہ کو مرتب کیا یا زبانی یاد کیا تو انھیں وہ مقام ومرتبہ حاصل ہو گیا جو دیگر عام علماء وفقہاء کے حصے میں نہیں آیا تھا۔ اس بنا پر ہر دور میں ایسے علماء وفقہاء پیدا ہوتے رہے ہیں جنھوں نے قواعد کلیہ کی جمع وتدوین کو ہی اپنی تحقیق کا موضوع بنائے رکھا جس کی وجہ سے آج ہمیں سینکڑوں کتب اور ہزاروں کی تعداد میں قواعد کلیہ کا وسیع ذخیرہ دستیاب ہے۔

علامہ قرافیؒ (م ۶۸۴ھ/۱۲۸۵ء) فقہ اسلامی میں قواعد کلیہ کی اہمیت وافادیت کے سلسلے میں لکھتے ہیں:

''وَ هٰذِهِ الْقَوَاعِدُ مُهِمَّةٌ فِی الْفِقْهِ، عَظِیْمَةُ النَّفْعِ، وَبِقَدْرِ الْاِحَاطَةِ بِهَا یَعْظُمُ قَدْرُالْفَقِیْهِ وَ یَشْرُفُ وَ یَظْهَرُ رَوْنَقُ الْفِقْهِ وَ یُعْرَفُ، وَ تَتَّضِحُ مَنَاهِجُ الْفَتَاوٰی وَتُكْشَفُ، فِیْهَا تَنَافَسَ الْعُلَمَاءُ، وَ تَفَاضَلَ الْفُضَلَاءُ، وَ بَرَزَ الْقَارِحُ عَلَی الْجَذَعِ، وَحَازَ قَصَبَ السَّبْقِ مَنْ فِیْهَابَرَعَ، وَمَنْ جَعَلَ یُخْرِجُ الْفُرُوْعَ بِالْمُنَاسَبَاتِ الْجُزْئِیَّةِ

دُوْنَ الْقَوَاعِدِ الْكُلِّيَّةِ،تَنَاقَضَتْ عَلَيْهِ الْفُرُوْعُ، وَ اخْتَلَفَتْ، وَ تَزَلْزَلَتْ خَوَاطِرُه‘ فِيْهَا وَ اضْطَرَبَتْ، وَضَاقَتْ نَفْسُه‘ لِذَلِکَ وَ قَنَطَتْ،وَ احْتَاجَ اِلَى حِفْظِ الْجُزْئِيَّاتِ الَّتِى لاتَتَنَاهَى، وَ انْتَهَى الْعُمُرُ، وَلَمْ تَقْضِ نَفْسُه‘ مِنْ طَلَبِ مُنَاهَا، وَمَنْ ضَبَطَ الْفِقْهَ بِقَوَاعِدِهٖ اسْتَغْنَى عَنْ حِفْظِ اَکْثَرِ الْجُزْئِيَّاتِ،لِاِنْدِرَاجِهَا فِى الْكُلِّيَّاتِ، وَاتَّحَدَعِنْدَهُ مَا تَنَاقَضَ عِنْدَغَيْرِهٖ وَ تَنَاسَبَ، وَأَجَابَ الشَّاسِعَ الْبَعِيْدَ وَ تَقَارَبَ،وَحَصَّلَ طِلْبَتَهُ فِيْ أَقْرَبِ الْأَزْمَانِ، وَانْشَرَحَ صَدْرُهُ لِمَاأَشْرَقَ فِيْهِ مِنَ الْبَيَانِ، فَبَيْنَ ا لْمَقَامَيْنِ شَأْوٌبَعِيْدٌ،وَ بَيْنَ الْمَنْزِلَتَيْنِ تَفَاوُتٌ شَدِيْدٌ“(۲۰)۔

(فقہ اسلامی میں قواعد کلیہ کی بہت زیادہ اہمیت اور افادیت ہے۔کوئی فقیہ جتنا ان پر حاوی ہوگا اتنی ہی اس کی قدر و منزلت بڑھے گی فقہ کی بہار اس پر عیاں ہوگی اور وہ باخبر عالم ہوگا۔فتویٰ دینے کے مختلف اسلوب اس پر واضح اور منکشف ہوں گے، علماء اس علم کے حصول میں ایک دوسرے پر مسابقت کرتے ہیں اور فضلاء ایک دوسرے پر فضلیت کے دعوے کرتے ہیں۔اس علم کے حاصل کرنے پر بڑا عالم چھوٹے عالم سے نمایاں ہوجاتا ہے۔اس علم کے ماہر کے قلم کی نوک مقابلے میں سبقت حاصل کرتی ہے اور جو قواعد کلیہ کو چھوڑ کر جزئیات کی مناسبت سے احکام مرتب کرتا ہے، اس پر فروعی احکام میں پائے جانے والے اختلافات مشتبہ ہوجاتے ہیں،اور خیالات اس کے متزلزل و مضطرب ہوجاتے ہیں اور کٹھن محسوس کرتے ہوئے مایوس ہوجاتا ہے اور وہ لامتناہی جزئیات یاد کرنے کا محتاج بن جاتا ہے۔عمر گزر جاتی ہے مگر اس کے نفس کی طلب پوری نہیں ہوتی۔ اس کے مقابلے میں وہ شخص جو فقہی قواعد کو ضبط کر لیتا ہے تو وہ کثیر تعداد میں جزئیات یاد کرنے سے مستغنی ہوجاتا ہے کیوں کہ یہ جزئیات ان کلیات میں شامل ہوتے ہیں۔دوسروں کے ہاں متناقض امور اس کے ہاں یکجا اور متناسب ہوجاتے ہیں،وہ عالم چھوٹے اور بڑے مسائل کا جواب دے سکتا ہے اور اپنی علمی طلب کو مختصر وقت میں حاصل کر لیتا ہے اور اسے اس وقت شرح صدر ہوجاتا ہے جب کوئی بیان اس کے سامنے ظاہر ہوتا ہے۔ان دو مقاموں کے درمیان واضح فرق ہے)۔

علاّمہ قرافیؒ ”الذخیرۃ“ میں لکھتے ہیں:

”فَاِنَّ کُلَّ فِقْهٍ لَمْ يُخَرَّجْ عَلَى الْقَوَاعِدِ فَلَيْسَ بِشَئٍ“(۲۱)

(یعنی ہر وہ فقہ جس کی تخریج قواعد کے مطابق نہ ہوئی ہو، وہ کسی کام کی نہیں)۔

عثمانی ترکوں کے دور میں معرض وجود میں آنے والے "مجلة الاحکام العدلية" کے مرتبین نے جہاں مجلّہ میں معاملات سے متعلقہ مسائل واحکام مرتب کیے ہیں، وہاں انھوں نے ننانوے دفعات پر مشتمل قواعد کلیہ بھی جمع کیے ہیں جن کی اہمیت وافادیت بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

"اِنَّ الْمُحَقِّقِیْنَ مِنَ الْفُقَهَاءِ قَدْ أَرْجَعُوا الْمَسَائِلَ الْفِقْهِیَّةَ اِلَی قَوَاعِدَ کُلِّیَّةٍ، کُلٌّ مِنْهَا ضَابِطٌ وَ جَامِعٌ لِمَسَائِلَ کَثِیْرَةٍ وَ تِلْکَ الْقَوَاعِدُ مُسَلَّمَةٌ مُعْتَبَرَةٌ فِی الْکُتُبِ الْفِقْهِیَّةِ تُتَّخَذُ أَدِلَّةً لِاِثْبَاتِ الْمَسَائِلِ وَ تَفَهُّمِهَا فِی بَادِیءِ الْأَمْرِ یُوْجِبُ الْاِسْتِئْنَاسُ بِالْمَسَائِلِ وَ یَکُوْنُ وَسِیْلَةً لِتَقَرُّرِهَا فِی الْأَذْهَانِ.......... ثُمَّ اِنَّ بَعْضَ هٰذِهِ الْقَوَاعِدِ وَ اِنْ کَانَ بِحَیْثُ اِذَا انْفَرَدَ یُوْجَدُ مِنْ مُشْتَمَلَاتِهٖ بَعْضُ الْمُسْتَثْنَیَاتِ، لٰکِنْ لَا تَخْتَلُّ کُلِّیَّتُهَا وَ عُمُوْمُهَا مِنْ حَیْثُ الْمَجْمُوْعِ، لِمَا أَنَّ بَعْضَهَا یُخَصِّصُ وَ یُقَیِّدُ بَعْضَهَا آخَرَ" (۲۲)۔

(محققین فقہاء نے مسائل فقہیہ کو قواعد کلیہ کے تحت درج کیا ہے۔ ان میں سے ہر قاعدہ ایک ضابطہ ہے جو بہت سے مسائل کا جامع ہے۔ یہ قواعد کلیہ فقہی کتب میں بڑے معتبر اور مسلم سمجھے جاتے ہیں۔ مسائل کے حل کے لیے انھیں بطور دلیل بنایا جاتا ہے۔ ابتدائی طور پر مسائل سے مانوس ہونے اور انھیں ذہن نشین کرنے کے لیے یہ قواعد وسیلہ بنتے ہیں۔ پھر ان میں سے بعض ایسے قواعد کلیہ بھی ہیں جن کا اگر الگ حیثیت سے جائزہ لیا جائے تو ان کی جزئیات میں بعض مستثنیات بھی شامل ہوتی ہیں، لیکن اس سے مجموعی طور پر ان کی کلی اور عمومی حیثیت متاثر نہیں ہوتی کیوں کہ اگر کسی ایک قاعدے میں کوئی تخصیص پیدا ہو جاتی ہے تو دوسرے میں کوئی اور استثنائی صورت بھی پیدا ہو رہی ہوتی ہے)۔

قواعد کلیہ پر مشتمل بہت سی کتب ایسی ہیں جو "الْأَشْبَاهِ وَ النَّظَائِرِ" کے نام سے معروف ہیں۔ فقہاء نے ان کتب میں ملتے جلتے مسائل واحکام اور ان کے اسرار و رموز کو قواعد کلیہ کے تحت جمع کر دیا ہے۔

علامہ سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) (۲۳) اس سلسلے میں رقمطراز ہیں۔

"اِعْلَمْ أَنَّ فَنَّ الْأَشْبَاهِ وَ النَّظَائِرِ فَنٌّ عَظِیْمٌ، بِهٖ یُطَّلَعُ عَلَی حَقَائِقِ الْفِقْهِ وَ مَدَارِکِهٖ، وَ مَآخِذِهٖ وَ أَسْرَارِهٖ، وَ یُتَمَهَّرُ فِیْ فَهْمِهٖ وَ اسْتِحْضَارِهٖ، وَ یُقْتَدَرُ عَلَی الْاِلْحَاقِ وَ التَّخْرِیْجِ، وَ مَعْرِفَةُ أَحْکَامِ الْمَسَائِلِ الَّتِی لَیْسَتْ بِمَسْطُوْرَةٍ، وَ الْحَوَادِثُ وَ الْوَقَائِعُ

الَّتِی لَا تَنْقَضِی عَلَی مَمَرِّ الزَّمَانِ"(۲۴)

(جان لیجیے کہ اشباہ و نظائر کا فن (علم) ایک عظیم فن ہے۔اسی سے فقہی حقائق، اس کے مفاہیم، مآخذ اور اسرار و رموز پر اطلاع ہوتی ہے اور اسی فن سے فقہی فہم میں مہارت اور اس کے مسائل کا استحضار رہتا ہے۔الحاق اور تخریج پر قدرت حاصل ہوتی ہے اور ان مسائل کے احکام کی معرفت حاصل ہوتی ہے جو ضبطِ تحریر میں نہیں آسکتے اور ایسے حادثات وواقعات جو گردش زمانہ سے ختم نہیں ہوتے)۔

مذکورہ بالا عبارات کا اگر تجزیہ کیا جائے تو قواعد کلیہ کی اہمیت وافادیت کے لیے حسبِ ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

الف۔ قواعد کلیہ سے فقہ کی فہم اور شریعتِ اسلامیہ کے اسرار و رموز کا علم حاصل ہوتا ہے۔

ب۔ قواعد کلیہ کو یاد کرنے والے علماء کی قدر و منزلت بڑھ جاتی ہے۔

ج۔ قواعد کلیہ کے حفظ کی بنا پر علماء مذاکروں اور مباحثوں میں دوسروں پر سبقت حاصل کرتے ہیں۔

د۔ قواعد کلیہ کے ازبر ہونے سے کثیر تعداد میں جزئیات یاد کرنے سے نجات مل جاتی ہے۔

ھ۔ امتِ مسلمہ کے تمام مکاتبِ فکر کے علماء وفقہاء قواعد کلیہ کی اہمیت وافادیت کو تسلیم کرتے ہیں اس لیے ان کی کتب میں جزئیات کے ساتھ ساتھ قواعد کلیہ بھی پائے جاتے ہیں۔

و۔ قواعد کلیہ میں مہارت کی وجہ سے فکری انتشار اور فقہی اختلافات سے بچا جاسکتا ہے۔

ز۔ عمومی قواعد کلیہ کی معرفت سے مقاصد شریعت کا ادراک حاصل ہوتا ہے۔جیسے قاعدہ کلیہ ہے:"اَلضَّرُورَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْظُورَاتِ" ضرورتیں حرام چیزوں کو مباح کردیتی ہیں۔اس قاعدے سے معلوم ہوا کہ بندوں سے تکالیف دور کرنا اور ان کے لیے آسانیاں پیدا کرنا مقاصدِ شریعت میں سے ہے۔

عصر حاضر میں بھی قانون سازی کے وقت قواعد کلیہ (Legal Maxims) سے رہنمائی لی جاتی ہے۔ چنانچہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دساتیر ۱۹۵۶ء، ۱۹۶۲ء اور ۱۹۷۳ء میں ان سے استفادہ کیا گیا۔موخر الذکر دستور کے آرٹیکل ۲۹ تا ۴۰ میں Principles of Policy (حکمت عملی کے اصول) کے عنوان کے تحت انھیں درج کیا گیا ہے تاکہ آئندہ قانون سازی میں انہیں پیش نظر رکھا جاسکے۔ہماری ملکی عدالتیں بھی قانونی مقدمات کے فیصلوں میں ان قواعد کلیہ سے استفادہ کرتی ہیں۔ایک انگریزی مقولہ ہے:

"If the law is inadequate, the maxim serves in its place."

(یعنی قانون کی عدم موجودگی میں مقولے اس کی جگہ لیتے ہیں)۔

قواعد کلیہ کا دائرۂ کار

قواعد کلیہ چوں کہ فقہی احکام وجزئیات پر مشتمل ہوتے ہیں۔اس لیے ان کے دائرہ کار اور وسعت پذیری میں فقہی ادب کا بہت زیادہ عمل دخل رہا ہے۔انسانی زندگی کے جملہ شعبوں سے متعلق جیسے قرآن وحدیث اور کتبِ فقہ میں احکام پائے جاتے ہیں ایسے ہی ان احکام پر مشتمل قواعد کلیہ کا بھی وسیع ذخیرہ پایا جاتا ہے۔مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ ان دونوں شعبوں میں یکساں ترقی لازم وملزوم ہے۔

فقہاء نے قرآنِ مجید، کتب احادیث اور فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہ کی کتب میں بیان کردہ قواعد کلیہ کی ابواب بندی کرتے ہوئے انھیں فقہی احکام کی طرح آٹھ بڑے شعبوں میں تقسیم کیا ہے جن کا مختصر اُتعارف حسبِ ذیل ہیں:

ا۔عبادات

فقہ اسلامی کا اولین شعبہ عبادات سے متعلق ہے جس میں طہارت،نماز،روزہ،زکوٰۃ اور حج وغیرہ کے احکام بیان کیے جاتے ہیں۔فقہ کی ہر کتاب اسی ترتیب سے مرتب کی گئی ہے۔اسے ''فقہ العبادات'' کا نام بھی دیا جاتا ہے۔اس باب میں پائے جانے والے چند قواعد کلیہ یہ ہیں:

- لاثَوَابَ اِلَّا بِالنِّيَّةِ(۲۵)

  (نیت کے بغیر ثواب حاصل نہیں ہوتا)۔

- اِسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ شَرْطٌ فِی صِحَّةِ الصَّلَاةِ(۲۶)

  (نماز کی درستی میں قبلہ کی طرف رخ کرنا شرط ہے)۔

- لاتَجِبُ الصَّلَاةُ اِلَّا عَلٰی مُسْلِمٍ(۲۷)

  (نماز صرف مسلمان پر ہو فرض ہوتی ہے)۔

- صَلَاةُ الرَّجُلِ فِی الثَّوْبِ الْحَرِيْرِ مُحَرَّمَةٌ(۲۸)۔

  (ریشمی کپڑے میں مرد کا نماز پڑھنا حرام ہے)۔

- لايَنْبَغِی لِلْمُؤَذِّنِ وَالْإِمَامِ اِنْتِظَارُ أَحَدٍاِلَّاأن يَّكُوْنَ شَرِيْرًا(۲۹)۔

  (مؤذن اور امام کے لیے کسی کا انتظار کرنا درست نہیں ہے۔سوائے اس کے کہ وہ شریر ہو)۔

- لَاتَصُوْمُ الْمَرْأَةُتَطَوُّعًااِلَّا بِإِذْنِ الزَّوْجِ أَوْ كَانَ مُسَافِرًا(۳۰)۔

  (عورت کا نفل روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔البتہ شوہر کی اجازت ہو یا وہ سفر پر ہو تو پھر جائز ہے)۔

- كُلُ الصَّدَقَاتِ حَرَامٌ عَلٰى بَنِى هَاشِمٍ(۳۱)۔

(بنی ہاشم پر کسی بھی طرح کے صدقات ممنوع ہیں)۔

- اِذَا كَانَ الْغَالِبُ السَّلَامَةَ عَلَى الطَّرِيقِ فَالْحَجُّ فَرْضٌ وَ اِلَّا لَا (۳۲)۔

(جب راستے میں غلبہ سلامتی کا ہو تو حج فرض ہے ورنہ نہیں)۔

- اَلْحَجُّ تَطَوُّعًا أَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ النَّافِلَةِ(۳۳)۔

(نفلی حج کرنا، نفلی صدقہ کرنے سے افضل ہے)۔

۲۔مناکحات

فقہ اسلامی کا دوسرا بڑا شعبہ مناکحات کا ہے جس میں عائلی زندگی سے متعلقہ امور یعنی نکاح، طلاق، خلع، ظہار، ایلاء، لعان، حقوق زوجین اور حقوق اولاد ایسے احکام بیان کیے جاتے ہیں۔ اس باب کو "اَلْأَحْوَالُ الشَّخْصِيَّةُ" یا "فِقْهُ الْأُسْرَةِ" کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ اس باب سے متعلقہ چند قواعد کلیہ یہ ہیں:

- اَلْاَصْلُ فِى الْأَبْضَاعِ التَّحْرِيْمُ(۳۴)۔

(شرمگاؤں میں اصل حرمت ہے)۔

- اَلنِّكَاحُ لَايَفْسُدُ بِفَسَادِ الصَّدَاقِ(۳۵)۔

(حق مہر میں کمی بیشی سے نکاح فاسد نہیں ہوتا)۔

- كُلُ عُضْوٍ حُرِّمَ النَّظْرُ اِلَيْهِ، حُرِّمَ مَسُّهُ بِطَرِيْقِ الْاَوْلٰى(۳۶)۔

(جس عضو کی طرف دیکھنا حرام ہو اُس کو چھونا بطریق اولیٰ حرام ہوتا ہے)۔

- اَلْوَطِيءُ فِى دَارِ الْإِسْلَامِ لَايَخْلُوْعَنْ حَدٍّ أَوْ مَهْرٍ اِلَّافِى مَسْأَلَتَيْنِ(۳۷)۔

(دارالاسلام میں عورت سے صحبت سوائے دو مسئلوں کے حد یا مہر سے خالی نہیں ہوتی)۔

۳۔معاملات

فقہ اسلامی کا تیسرا بڑا شعبہ معاملات کا ہے جس میں بیع وشراء، شراکت، مضاربت، مزارعت، مساقات، اجارہ اور دیگر عقود مالیہ وغیرہ سے متعلق احکام بیان کیے جاتے ہیں۔ جدید اصطلاح میں اسے "فِقْهُ الْمُعَامَلَاتِ" کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ اس شعبے سے متعلقہ چند قواعد کلیہ یہ ہیں۔

- اَلْمَعْرُوْفُ بَيْنَ التُّجَّارِ كَالْمَشْرُوْطِ بَيْنَهُم (۳۸)۔

(تاجروں میں جو بات معروف ہو وہ ایسے ہی ہے جیسے ان کے درمیان شرط ہو)۔

- كُلُ مَاجَازَ بَيْعُهُ جَازَ رَهْنُهُ وَمَالَا يَجُوزُ بَيْعُهُ لَايَجُوزُ رَهْنُه(۳۹)۔

(ہر وہ چیز جس کی بیع جائز ہواس کا رہن بھی جائز ہوتا ہے اور جس کی بیع جائز نہ ہواس کا رہن بھی جائز نہیں ہے)۔

- كُلُ مَاجَازَ بَيْعُهُ جَازَتْ هِبَتُهُ وَ مَالَافَلَا(۴۰)۔

(ہر وہ چیز جس کی بیع جائز ہے اس کا ہبہ بھی جائز ہے اور جس کی بیع جائز نہ ہواس کا ہبہ بھی جائز نہیں ہے)۔

۴۔معاشرت

فقہ اسلامی کا چوتھا بڑا شعبہ معاشرت کا ہے جس میں مسلمانوں کی تہذیب وتمدن، رہن سہن، لباس، پردہ، کھانے پینے کے آداب، حلت وحرمت، غیر مسلموں سے تعلقات وغیرہ سے متعلق احکام بیان کیے جاتے ہیں۔اسے ''اَلْحَظْرُ وَ الْإِبَاحَة'' یا''فِقْهُ التَّعَامُلِ الْاِجْتِمَاعِی'' ایسے ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔اس باب سے متعلقہ چند قواعد کلیہ یہ ہیں:

- مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ(۴۱)۔

(جو شخص جس قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے گا اس کا شمار اسی سے ہوگا)۔

- اِذَا اجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ غَلَبَ الْحَرَامُ(۴۲)۔

(جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرام غالب تصور ہوگا)۔

- اَلْأَصْلُ فِي الْأَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ حَتّٰى يَدُلَّ الدَّلِيْلُ عَلٰى التَّحْرِيْمِ(۴۳)۔

(اشیا میں اصل اباحت ہے جب تک کہ اس پر حرمت کی دلیل قائم نہ ہو)۔

- مَا حُرِّمَ أَخْذُهُ حُرِّمَ إِعْطَاءُ ه‘(۴۴)۔

(جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے)۔

- لُبْسُ الْحَرِيْرِ الْخَالِصِ حَرَامٌ عَلٰى الرَّجُلِ اِلَّالِدَفْعِ قُمَّلٍ أَوْ حَكَّةٍ(۴۵)۔

(خالص ریشم کا پہننا مرد پر حرام ہے سوائے اس کے کہ اس کا پہننا خارش یا جوؤں کے دفع کے لیے ہو)۔

۵۔خلافت وامارت

فقہ اسلامی کا پانچواں بڑا شعبہ خلافت وامارت کا ہے۔اس میں معاشرے کے لیے حکومت و ریاست کی ضرورت، سربراہِ مملکت وانتظامیہ اور رعایا کے حقوق وفرائض اور انتظامیہ وغیرہ سے متعلق احکام بیان کیے جاتے ہیں۔اسے احکامِ سلطانیہ، سیاستِ شرعیہ اور فقۂ دستوری ایسے نام بھی دیے جاتے ہیں۔اس شعبے سے

متعلقہ چند قواعد کلیہ یہ ہیں۔

- تَصَرُّ فُ الْاِمَامِ عَلَی الرَّعِیَّۃِ مَنُوْطٌ بِالْمَصْلَحَۃِ(۴۶)۔

(امام کا عوام پر اقتدار ان کی فلاح و بہبود سے وابستہ ہے)۔

- لَیْسَ لِلْاِمَامِ أَن یَّخْرُجَ شَیْئاً مِنْ یَدِأَحَدٍاِلَّا بِحَقٍّ ثَابِتٍ مَعْرُوْفٍ(۴۷)۔

(امام کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کی ملکیت سے کوئی چیز خارج کرے سوائے اس کے کہ کوئی معروف اور ثابت شدہ حق ہو)۔

- اِقَامَۃُ الْحُدُوْدِ وَ رَفْعُ التَّنَازُعِ فِی الْحُقُوْقِ یَخْتَصُّ بِالْحُکَّامِ(۴۸)۔

(حدود کا قائم کرنا اور معاملات میں جھگڑوں کو ختم کرنا حکام کے ساتھ خاص ہے)۔

- مَنْزِلَۃُ الْاِمَامِ مِنَ الرَّعِیَّۃِ مَنْزِلَۃُ الْوَلِیِّ مِنَ الْیَتِیمِ(۴۹)۔

(عوام کی جانب سے امام کا مقام یتیم کی طرف سے ولی کے مقام کی طرح ہوتا ہے)۔

- اَلْوِلَایَۃُ الْخَاصَّۃُ أَقْوٰی مِنَ الْوِلَایَۃِ الْعَامَّۃِ(۵۰)۔

(خاص سرپرستی عام سرپرستی سے قوی تر ہوتی ہے)۔

۶۔جنایات

فقہ اسلامی کا چھٹا شعبہ جنایات یعنی قانون فوجداری (Criminal Law) سے متعلق ہے۔اس باب میں انسانی جان کے خلاف سرزد ہونے والے جرائم اور ان کی سزاؤں سے متعلق احکام بیان کیے جاتے ہیں۔اس باب سے متعلق چند قواعد کلیہ یہ ہیں۔

- اَلْحُدُوْدُ تَسْقُطُ بِالشُّبُہَاتِ(۵۱)۔

(شبہات سے حدود ساقط ہو جاتی ہیں)۔

- اَلتَّعْزِیْرُ اِلَی الْاِمَامِ عَلٰی قَدْرِ عِظَمِ الْجُرْمِ وصِغَرِہٖ(۵۲)۔

(امام کی طرف سے تعزیری سزا جرم کے چھوٹے اور بڑے ہونے کے حساب سے ہوگی)۔

- اَلْعَاقِلَۃُ لَاتَعْقِلُ الْعَمَدَاِلَّا فِیْ مَسْئَلَۃٍ(۵۳)۔

(عاقلہ عمداً سرزد ہونے والے جرم میں ساتھ نہ دیں گے سوائے ایک مسئلہ کے"

- جِنَایَۃُ الْعَجْمَاءِ جُبَارٌ(۵۴)۔

(جانوروں کی تقصیر معاف ہوتی ہے)۔

۷۔ادب القاضی

فقہ اسلامی کا ساتواں شعبہ ادب القاضی ہے۔اس شعبے میں اسلام کے عدالتی نظام پر بحث کی جاتی ہے۔جس میں منصب قضا کی اہمیت،فضلیت،قاضی کے لیے شرائط تقرر وعزل،آداب عدالت،قاضی کے لیے مراعات،دعویٰ اور جوابِ دعویٰ کے اسباب اور ارکان وشرائط،مدعی،مدعیٰ علیہ،دائرہ اختیار سماعت،فیصلے کا طریق کار،سمن اور طلبی،شہادت اور نصاب شہادت وغیرہ سے متعلق احکام بیان کیے جاتے ہیں۔اس شعبے سے متعلق چند قواعد کلیہ یہ ہیں:

- اَلْقَاضِیُ لَایَقْضِیُ اِلَّا بِالْحُجَّةِ(۵۵)۔(قاضی بغیر کسی دلیل کے فیصلہ نہیں کرتا)۔
- خَطَأُ الْقَاضِی فِیْ بَیْتِ الْمَالِ(۵۶)۔(قاضی کی غلطی کا ہرجانہ بیت المال سے ادا ہوگا)۔
- اَلْبَیِّنَةُ عَلَی الْمُدَّعِیْ وَ الْیَمِیْنُ عَلَی مَنْ أَنْکَرَ(۵۷)۔
  (دلائل کا پیش کرنا مدعی پر ہے اور قسم اس پر ہے جو انکار کرے)۔
- اَلثَّابِتُ بِا لْبَیِّنَةِ الْعَادِلَةِ کَا لثَّابِتِ مُعَایَنَةً(۵۸)۔
  (جو چیز دلائلِ صحیحہ سے ثابت ہو وہ عینی طور پر ثابت شدہ چیز کی مانند ہوگی)۔
- اَلْمَرْءُ مُؤَاخِذٌ بِاِقْرَارِہٖ(۵۹)۔(آدمی اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے)۔
- اِذَا نَکَلَ الْمُدَّعٰی عَلَیْهِ رُدَّتِ الْیَمِیْنُ عَلَی الْمُدَّعِی(۶۰)۔
  (جب مدعیٰ علیہ قسم اٹھانے سے انکار کرے تو مدعی پر قسم کو لوٹایا جائے گا)۔

۸۔السِّیَر

فقہ اسلامی کا آٹھواں شعبہ السِّیَر سے متعلق ہے۔جسے اسلام کے بین الاقوامی قانون جنگ وصلح اور جہاد ایسے ناموں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔قرآن وحدیث اور کتبِ فقہ میں اس سے متعلق مفصل احکام اور قواعد کلیہ پائے جاتے ہیں۔جن میں سے چند یہ ہیں۔

- اَلْجِهَادُ وَاجِبٌ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ (۶۱)۔(جہاد تمام مسلمانوں پر واجب ہے)۔
- فَرْضُ الْجِهَادِ فِی الْجَمَاعَةِ دُوْنَ الْاِنْفِرَادِ(۶۲)۔
  (جہاد مسلمانوں پر انفرادی فرض کی بجائے اجتماعی فریضہ ہے)۔
- فَرْضِیَّةُ الْخُرُوْجِ عِنْدَ النَّفِیْرِ الْعَامِّ کَفَرْضِیَّةِ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ(۶۳)۔
  (نفیر عام کے وقت جنگ کے لیے نکلنے کی فرضیت روزے اور نماز کی طرح فرض ہے۔"
- لَایَجِبُ الْجِهَادُ عَلَی غَیْرِ مُسْتَطِیْعٍ (۶۴)۔

(جس مسلمان میں استطاعت نہ ہو اس پر جہاد واجب نہیں ہے)۔

- مَایُعِیْنُ الْمَرْءَ عَلَی الْجِهَادِ فَهُوَ مَنْدُوْبٌ اِلَی اِکْتِسَابِه (۶۵)۔

(جو چیز جہاد کے موقع پر معاون ہو اس کا حاصل کرنا مستحب ہے)۔

- دَارُالْبَغْيِ کَدَارِ الْحَرْبِ (۶۶)۔(باغیوں کے زیر قبضہ علاقہ دارا لحرب کی مانند ہوتا ہے)۔

- اِنَّ الْبُغَّاةَ مُسْلِمُوْنَ (۶۷)۔(بلا شبہ [شرعی اعتبار سے] باغی مسلمان ہوتے ہیں)۔

- اَلغُنُمُ بِالغُرُمِ (۶۸)۔(غنیمت نقصان کے مقابلے میں ہوتی ہے)۔

- أَمَانُ الْوَاحِدِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ بِمَنْزِلَةِ أَمَانِ جَمَاعَتِهِم (۶۸)۔

(مسلمانوں میں سے کسی ایک شخص کی طرف سے امان بمنزلہ جماعت کی امان ہوگی)۔

- أَمَانُ الْخَوَارِجِ لِأَهْلِ الْحَرْبِ جَائِزٌ کَأَمَانِ أَهْلِ الْعَدْلِ (۷۰)۔

(اہل حرب کے لیے خوارج کی امان اہل عدل کی امان کی مانند جائز ہے)۔

- اِنَّ الرَّسُوْلَ مِنَ الْجَانِبَیْنِ یَکُوْنُ آمِناً مِنْ غَیْرِ اسْتِئْمَانِ (۷۱)۔

(سفیر بغیر امان لیے دونوں جانب سے مامون ومحفوظ ہوگا)۔

- عِبَارَةُ الرَّسُوْلِ کَعِبَارَةِ الْمُرْسِلِ (۷۲)۔

(سفیر کی بات گویا سفیر بھیجنے والے کی بات ہوتی ہے)۔

جمع وتدوین میں اسلوب ومنہج

عصر حاضر میں قواعد کلیہ کے موضوع پر پائی جانے والی کتب کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فقہاء نے قواعد کلیہ کی جمع وتدوین کے وقت کسی خاص منہج اور اسلوب کو اختیار نہیں کیا بلکہ جب بھی کسی فقیہ نے اس موضوع پر قلم اٹھایا تو اس نے ایک نئی طرح ڈالی اور جدت کو اختیار کیا، جس کی وجہ سے ہمارے پاس آج قواعد کلیہ کے متعدد مناہج اور اسالیب پائے جاتے ہیں، جن میں سے چند معروف اسلوب حسبِ ذیل ہیں:

ا۔ بلاعنوان ترتیب

یہ اسلوب عام طور پر قواعد کلیہ کی ابتدائی کتب میں پایا جاتا ہے، جن میں اصولی اور فقہی قواعد کلیہ کی تفریق کے بغیر ہر طرح کے قواعد کو جمع کیا گیا ہے مثلاً: امام کرخیؒ کا رسالہ ''اصول الکرخی''اور ابن وکیل کی ''الأشباہ و النظائر'' اور الونشریسی کی ''إیضاح المسالک الی قواعد الامام مالک'' وغیرہ ایسی کتب میں یہ اسلوب واضح طور پر نظر آتا ہے۔

۲۔ فقہی ابواب کی ترتیب

بعض فقہاء نے فقہی ابواب کی ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے قواعد کلیہ اوران کی جزئیات کو مدون کیا ہے، یہ اسلوب بغیر عنوان وترتیب کی نسبت بہتر ہے۔ اسے مقری نے اپنی کتاب ''القواعد''، ابن الملقن نے اپنی کتاب ''الأشباہ و النظائر''، ابن خطیب الدھشۃ نے اپنی کتاب ''مختصر قواعد العلائی'' اور محمود حمزہ نے اپنی کتاب ''الفرائد البھیۃ فی القواعد و الفوائد الفقھیۃ'' میں اختیار کیا ہے۔

۳۔ موضوعی ترتیب

بعض فقہاء نے کسی خاص موضوع کو سامنے رکھ کر قواعد کلیہ کو جمع کیا ہے مثلاً: دبوسیؒ نے اپنی کتاب ''تاسیس النظر'' میں فقہاء کے اختلافات کو موضوع بنا کر قواعد کلیہ کو جمع کیا ہے۔ اسی طرح ''مجلۃ الاحکام العدلیۃ'' کی ابتدائی ۲ تا ۱۰۰ (۹۹) دفعات میں صرف معاملات سے متعلق قواعد کلیہ کو جمع کیا گیا ہے۔

۴۔ الف بائی ترتیب

بعض فقہاء نے حروفِ تہجی کی ترتیب سے قواعد کلیہ کو جمع کیا ہے جیسے: زرکشی نے ''المنثور فی القواعد'' اور خادمی نے ''مجامع الحقائق'' میں اس ترتیب کو پیشِ نظر رکھا ہے۔

۵۔ حسب اہمیت ترتیب

کتبِ فقہ میں پائے جانے والے قواعد کلیہ چونکہ یکساں اہمیت کے حامل نہیں ہیں اس لیے بعض فقہاء نے ان کی ضرورت واہمیت کے پیشِ نظر ان میں تقدیم وتاخیر کو روا رکھا ہے۔ جیسے سبکی نے اپنی کتاب ''الأشباہ و النظائر'' میں قواعد کلیہ کو تین اقسام پر تقسیم کیا ہے یعنی:

(i) القواعد الخمس

(ii) القواعد العامۃ

(iii) القواعد الخاصۃ

سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الاشباہ و النظائر فی الفروع'' میں اور ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاشباہ و النظائر'' میں جزوی ترمیم کے ساتھ مصنف مذکور کی اسی ترتیب کو اختیار کیا ہے جب کہ العلائی نے اپنی کتاب ''قواعد العلائی'' میں قواعدِ خمس کے بعد قواعدِ اصولیہ اور پھر قواعدِ فقھیہ کو اہمیت کے اعتبار سے مرتب کیا ہے۔

استنباط میں اسلوب ومنہج

فقہاء نے قواعد کلیہ کے استنباط میں متعدد اسلوب اختیار کیے ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

لفظ ''اَلْاَصْلُ'' کا استعمال

اس اسلوب کے بانی ابوالحسن الکرخی (م۳۴۰ھ/۹۵۱ء) ہیں۔ انھوں نے تمام قواعد کلیہ کی ابتداء لفظ ''الاصل'' سے کی ہے مثلاً: اَلْاَصْلُ اَنَّ مَاثَبَتَ بِالْیَقِیْنِ لَایَزُوْلُ بِالشَّکِّ (۷۳)۔ یعنی (اصول یہ ہے کہ جو چیز یقین سے ثابت ہو وہ شک کی بنیاد پر زائل نہ ہوگی)۔ اس اسلوب کو بعد میں آنے والے کئی فقہاء نے کلی طور پر اور بعض نے جزوی طور پر اختیار کیا ہے۔ مثلاً دبوسی (م۴۳۰ھ/۱۰۳۹ء) نے ''تَأْسِیْسُ النَّظَرِ'' میں تمام قواعد کلیہ کی ابتداء لفظ ''اَلْاَصْلُ'' سے ہی کی ہے جیسے: اَلْاَصْلُ اَنَّ اُمَّ الْوَلَدِلَیْسَتْ بِمَالٍ وَ لَا قِیْمَةٍ لَهَا عِنْدَه، خِلَافاً لَهُمَا (۷۴)۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اصول یہ ہے کہ ام ولد نہ تو مال ہے اور نہ ہی اس کی کوئی قیمت ہے جب کہ صاحبین اس اصول سے اختلاف کرتے ہیں۔

جن فقہاء نے جزوی طور پر اس اسلوب کو اختیار کیا، ان میں سبکیؒ (م۷۷۱ھ/۱۳۶۹ء) سیوطیؒ (م۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) اور ابن نجیم (م۹۷۰ھ/۱۵۶۳ء) وغیرہ ایسے فقہاء شامل ہیں، ان کی کتب میں پائے جانے والے چند قواعد کلیہ یہ ہیں۔

- اَلْاَصْلُ بَرَاءَ ةُ الذِّمَّةِ (۷۵)۔ (ذمہ داری سے برأت اصل ہے)۔
- اَلْاَصْلُ فِی الْمَیْتَاتِ اَلنَّجَاسَةُ (۷۶)۔ (مردہ جانوروں میں اصل نجاست ہے)۔
- اَلْاَصْلُ فِی الْحَیْوَانَاتِ اَلطَّهَارَةُ (۷۷)۔ (زندہ جانوروں میں اصل طہارت ہے)۔
- اَلْاَصْلُ فِی الْاَشْیَاءِ الْاِبَاحَةُ حَتّٰی یَدُلَّ الدَّلِیْلُ عَلَی التَّحْرِیْمِ (۷۸)۔
  (اشیا میں اصل اباحت ہے جب تک کہ ان کی حرمت پر کوئی دلیل قائم نہ ہو)۔
- اَلْاَصْلُ فِی الْاَبْضَاعِ اَلتَّحْرِیْمُ (۷۹)۔ (عورتوں کے معاملات میں اصل حرمت ہے)۔
- اَلْاَصْلُ فِی الْکَلَامِ اَلْحَقِیْقَةُ (۸۰)۔ (کلام میں اصل حقیقت ہے)۔

۲۔ لفظ ''کُلُّ'' کا استعمال

سبکیؒ (م۷۷۱ھ/۱۳۶۹ء) زرکشیؒ (م۷۹۴ھ/۱۳۹۲ء) اور کچھ دیگر فقہاء نے بعض قواعد کلیہ کی ابتدا لفظ ''کُلُّ'' سے کی ہے مثلاً:

- کُلُّ مَیْتَةٍ نَجِسَةٌ اِلَّا السَّمَکُ وَ الْجَرَادُ (۸۱)۔ (مچھلی اور ٹڈی کے علاوہ ہر مردار نجس ہے)۔
- کُلُّ حُرٍّ یُقْبَلُ خَبَرُه، تُقْبَلُ شَهَادَتُه (۸۲)۔ (ہر آزاد آدمی جس کی خبر قابلِ قبول ہو، اس کی شہادت بھی

قابلِ قبول ہوگی)۔

- كُلُّ مَاحَرُمَ نَظَرُهٗ حَرُمَ مَسُّهٗ (۸۳)۔ ہر وہ چیز جس کا دیکھنا حرام ہو، اس کا مس کرنا بھی حرام ہے۔

۳۔ لفظ ''ھَلْ'' کا استعمال

اختلافی مسائل سے متعلق قواعد کلیہ کو بعض علماء استفہامی اسلوب میں مدون کرتے ہیں اور پھر ان کے ذیل میں مسائل استنباط کرنے کے بعد درج کرتے ہیں۔ ابن رجبؒ (م۷۹۵ھ/۱۳۹۳ء) نے اپنی کتاب ''القواعد فی الفقه الاسلامی'' اور ابن اللحام (م۸۰۴ھ/۱۴۰۱ء) نے ''القواعد والفوائد الاصولية'' میں اس اسلوب کو اختیار کیا ہے۔ چنانچہ ان کی کتب میں پائے جانے والے چند قواعد کلیہ یہ ہیں:

- اَلْمَاءُ الْجَارِیُ هَلْ هُوَ كَالرَّاكِدِ اَوْ كُلُّ جَرْيَةٍ مِنْهُ لَهَا حُكْمُ الْمَاءِ الْمُنْفَرِدِ (۸۴)۔ (کیا جاری پانی کا حکم کھڑے پانی کی طرح ہے یا ہر جاری پانی کا الگ سے حکم ہے؟)
- اَلْحَمْلُ هَلْ لَهٗ حُكْمٌ قَبْلَ اِنْفِصَالِهٖ أَمْ لاَ؟ (۸۵) (کیا حمل کے لیے اس کے انفصال سے قبل الگ حکم ہے یا نہیں؟)
- اَلْوَاجِبُ بِالنَّذْرِ، هَلْ يَلْحَقُ الْوَاجِبُ بِالشَّرُوْعِ أَوْ بِالْمَنْدُوْبِ؟ (۸۶) نذرِ واجب شرعی واجب سے ملحق ہے یا مستحب سے؟
- اَلْفَرَضُ وَالْوَاجِبُ هَلْ هُمَا مُتَرَادِفَانِ شَرْعاً؟ (۸۷) کیا فرض اور واجب شرعی اعتبار سے دونوں مترادف ہیں؟
- اِجْمَاعُ الْخُلَفَاءِ الْاَرْبَعَةِ هَلْ هُوَ حُجَّةٌ أَوْلَا؟ (۸۸) کیا خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کا اجماع حجت ہے یا نہیں؟
- اَلْكُفَّارُ مُخَاطَبُوْنَ بِالْاِيْمَانِ اِجْمَاعًا، وَهَلْ يُخَاطَبُوْنَ بِفُرُوْعِ الْاِسْلَامِ؟ (۸۹) کفار اجماعی طور پر تو ایمان کے مخاطبین ہیں۔ کیا وہ فروعاتِ اسلام کے بھی مخاطب ہیں؟

۴۔ سادہ جملوں کا استعمال

قواعد کلیہ اور فقہی احکام کی کتب میں کثیر تعداد ایسے قواعد کلیہ کی بھی ہے جو اپنی ساخت اور بناوٹ میں تو انتہائی سادہ جملے معلوم ہوتے ہیں لیکن مفہوم کے اعتبار سے وہ جوامع الکلم ہیں اور قواعد کلیہ کے معیار پر پورا اترتے ہیں۔ قواعد کلیہ کا یہ اسلوب قرآن وسنت کے مزاج و منہج کے بہت زیادہ قریب ہے۔

قواعد کلیہ پر فقہاء کی تحقیقی کتب

قواعد کلیہ کو بطور فن قرار دینے اور انھیں فقہی کتب سے علیحدہ کر کے یاد کرنے اور مدون کرنے کا کام اگرچہ

فقہائے احناف نے شروع کیا تھا لیکن بعد کے ادوار میں اس موضوع نے اتنی اہمیت اختیار کی اور شہرت پائی کہ تمام مشہور فقہی مسالک کے علماء وفقہاء کو اس پر قلم اٹھانا پڑا۔ یہی وجہ ہے کہ آج قواعد کلیہ اور ان کی تشریحات پر مشتمل کثیر تعداد میں تمام مکاتبِ فکر کی کتب پائی جاتی ہیں۔ جن میں سے ہر فقہی مسلک کی بنیادی کتب کا مختصر اَتعارف حسبِ ذیل ہے۔

فقہائے احناف کی کتب

اُصُوْلُ الْکَرْخِی (م۳۴۰ھ/۹۵۱ء)

اس کتاب کے مؤلف عبیداللہ بن الحسین بن دَلّال ہیں جو "ابو الحسن الکرخی" کے نام سے مشہور ہیں۔ کرخ عراق کے مضافات میں ایک بستی ہے جس کی وجہ سے کرخی کہلائے، بغداد میں رہے اور ادھر سے ہی تعلیم حاصل کرنے کے بعد درس و تدریس کا کام شروع کیا، یہاں تک کہ عراق میں انھیں احناف کے چوٹی کے علماء میں شمار کیا گیا۔ "اُصُوْلُ الشَّاشِی" کے مصنف ابوعلی احمد بن محمد الشَّاشِی (م۳۴۴ھ/۹۵۵ء) (۹۰) "اَحکَامُ الْقُرْآنِ" کے مصنف ابوبکر الجَصَّاص (م۳۷۰ھ/۹۸۰ء) (۹۱) ایسے لوگ ان کے شاگرد ہوئے ہیں۔ انھوں نے محمد بن حسن اَلشَّیْبَانِی کی کتب "الجامع الصغیر" اور "الجامع الکبیر" کی شروح بھی لکھی ہیں (۹۲)۔ "اُصُوْلُ الْکَرْخِی" قواعد کلیہ سے متعلق ان کا مختصر سا رسالہ ہے جس میں انھوں نے چالیس قواعد کلیہ کو جمع کیا ہے۔ جن کے متعلق ان کی رائے ہے کہ یہ فقہ حنفی کی بنیاد ہیں۔ ان میں سے کچھ قواعد کلیہ تو عمومی نوعیت کے ہیں جنھیں فقہ اسلامی کا سرمایہ کہا جا سکتا ہے۔ جیسے قاعدہ نمبر ا ہے: "اَلْأَصْلُ اَنَّ مَاثَبَتَ بِالْیَقِیْنِ لَایَزُوْلُ بِالشَّکِّ" یعنی (قاعدہ یہ ہے کہ جو چیز یقین سے ثابت ہو وہ شک کی بنیاد پر زائل نہ ہوگی)۔ بعض قواعد کلیہ ایسے ہیں جو محض حنفی طرز استدلال اور اسلوب اجتہاد کا پتہ دیتے ہیں جیسے قاعدہ نمبر ۴ ہے: "اَلْأَصْلُ اَنَّہٗ یُعْتَبَرُ فِی الدَّعَاوِیْ مَقْصُوْدُ الْخَصْمَیْنِ فِی الْمُنَازَعَۃِ دُوْنَ الظَّاھِرِ" یعنی "قاعدہ یہ ہے کہ فوجداری مقدمات میں ظاہر کی بجائے جھگڑا کرنے والے فریقین کے مقصود کا اعتبار کیا جائے گا)۔ ان کے بیان کردہ قواعد میں سے بعض ایسے قواعد کلیہ بھی ہیں جنھیں غیر حنفی فقہاء نے شدید تنقید کا نشانہ بنایا ہے مثلاً قاعدہ نمبر ۲۹: "اَلْأَصْلُ اَنَّ کُلَّ آیَۃٍ تُخَالِفُ اَصْحَابَنَا فَإِنَّھَا تُحْمَلُ عَلَی النَّسْخِ أَوْ عَلَی التَّرْجِیْحِ وَالْاَوْلٰی اَنْ تُحْمَلَ عَلَی التَّاوِیْلِ مِنْ جِھَۃِ التَّوْفِیْقِ" یعنی قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ آیت جو ہمارے اصحاب (احناف) کے قول کے خلاف ہو تو اسے منسوخ یا کسی اور دلیل کو اس پر ترجیح سمجھا جائے اور اولیٰ یہ ہے کہ حسب توفیق اس کی تاویل کر دی جائے" امام کرخی کے اس قاعدے یا اس جیسے ایک آدھ اور قاعدے کو بعض علماء قواعد کلیہ میں شمار نہیں کرتے جس کی وجہ سے مختلف کتب میں ان کی تعداد ایک جیسی نہیں ہے (۹۳)۔

بہرحال ان اختلافی قواعد کلیہ کو نکال بھی دیا جائے تو "اصول الکرخی" کو اپنے موضوع پر سب سے پہلی کتاب ہونے کا جو شرف حاصل ہے وہ کسی اور کتاب کو حاصل نہیں۔ کرخی کے بیان کردہ قواعد کلیہ کی بعد میں آنے والے

ایک نامور حنفی فقیہ نجم الدین نسفیؒ (م۵۳۷ھ/۱۱۴۲ء)(۹۴) نے ان کی تشریح و توضیح کی اور ہر قاعدے کے تحت اس کی جزئی صورتوں کو مثالوں سے واضح کر کے کتاب کی افادیت کو دوبالا کر دیا ہے۔

تأسيس النظر (م۴۳۰ھ/۱۰۳۹ء)

اس کتاب کے مؤلف **ابوزید عبیداللہ بن عمر بن عیسیٰ، اَلْدَّبُوْسِی** ہیں۔ بخارا اور سمرقند کے درمیان ایک چھوٹے سے شہر "**الدَّبُوسِیَّة**" کی نسبت سے دبوسی کہلائے۔ یہ اپنے علاقے کے ایسے شیخ تھے جو شرعی دلائل میں ضرب المثال مانے جاتے تھے، اس لیے بخارا و سمرقند میں مناظر کے طور پر مشہور ہوئے (۹۵)۔ **ابن خَلِّکان** (م۶۸۱ھ/۱۲۸۲ء)(۹۶) کے نزدیک دبوسی فقہ حنفی کے کبار علماء میں سے تھے، فقہاء میں سے یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے "**عِلْمُ الخِلَافِ**"، وضع کیا تھا (۹۷)۔

دبوسی نے "**تَأْسِیْسُ النَّظَر**" میں کل چھیاسی قواعد کلیہ بیان کیے ہیں جنہیں حسب ذیل آٹھ اقسام پر تقسیم کیا جاتا ہے یعنی:

قسم اوّل: ابوحنیفہ اور صاحبین (ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ و محمد رحمۃ اللہ علیہ) کے درمیان اختلاف پر مبنی قواعد کلیہ۔

قسم دوم: شیخین (ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ) اور محمد رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان اختلافات پر مبنی قواعد کلیہ۔

قسم سوم: طرفین (ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و محمد رحمۃ اللہ علیہ) اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان اختلافات پر مبنی قواعد کلیہ۔

قسم چہارم: صاحبین (ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور محمد رحمۃ اللہ علیہ) کے درمیان اختلافات پر مبنی قواعد کلیہ۔

قسم پنجم: فقہائے ثلاثہ (ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور زفر رحمۃ اللہ علیہ) کے درمیان اختلافات پر مبنی قواعد کلیہ۔

قسم ششم: ائمہ احناف اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان اختلافات پر مبنی قواعد کلیہ۔

قسم ہفتم: ائمہ احناف اور ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان اختلافات پر مبنی قواعد کلیہ۔

قسم ہشتم: ائمہ احناف اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان اختلافات پر مبنی قواعد کلیہ۔

دبوسی رحمۃ اللہ علیہ نے ائمہ کے مابین پائے جانے والے اصولی اختلافات کو سمجھانے کے لیے ہر قاعدے کے ساتھ فقہی احکام کی مثالیں بھی دی ہیں۔

الأشباہ والنظائر لابن نُجَیم (م۹۷۰ھ/۱۵۶۳ء)

اس کتاب کے مؤلف زین الدین بن ابراہیم بن محمد ہیں جو ابن نجیم کے نام سے مشہور ہیں۔ انھوں نے اپنی کتاب کو سات مختلف حصوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر حصے کو ایک مستقل فن کی حیثیت دی ہے۔ جیسے:

اَلْفَنُّ الْأَوَّلُ: فَنُّ الْقَوَاعِدِ

اَلْفَنُّ الثَّانِیُ: فَنُّ الْفَوَائِدِ

اَلْفَنُّ الثَّالِثُ: فَنُّ الْجَمْعِ وَ الْفَرْقِ

اَلْفَنُّ الرَّابِعُ: فَنُّ الْاَلْغَازِ

اَلْفَنُّ الْخَامِسُ: فَنُّ الْحِیَلِ

اَلْفَنُّ السَّادِسُ: فَنُّ الْفُرُوْقِ

اَلْفَنُّ السَّابِعُ: فَنُّ الْحِکَایَاتِ وَ الْمُرْسَلَاتِ

مذکورہ بالا فنون کا مختصراً تعارف حسبِ ذیل ہے:

اَلْفَنُّ الْاَوَّل میں کل پچیس (۲۵) قواعد کلیہ بیان کیے گئے ہیں اور پھر ان پچیس کو دو انواع پر تقسیم کیا گیا ہے۔ نوعِ اوّل میں چھے بنیادی قواعد کلیہ بیان کیے ہیں جن کے متعلق ابن نجیم کی رائے ہے کہ یہ فقہ اسلامی کے وہ اساسی قواعد کلیہ ہیں جن پر فقہ اسلامی کی تمام عمارت قائم ہے اور دیگر قواعد کلیہ اور فوائد کی حیثیت ثانوی اور فروعی ہے۔ یہ چھے اساسی قواعد کلیہ حسبِ ذیل ہیں:

اَلْقَاعِدَۃُ الْاُوْلٰی: لَاثَوَابَ اِلَّا بِالنِّیَّۃِ: (ثواب نہیں ہے مگر نیت کے ساتھ)۔

اَلْقَاعِدَۃُ الثَّانِیَۃ: اَلْاُمُوْرُ بِمَقَاصِدِھَا: (معاملات اپنے مقاصد کے ساتھ رہتے ہیں)۔

اَلْقَاعِدَۃُ الثَّالِثَۃ: اَلْیَقِیْنُ لَایَزُوْلُ بِالشَّکِّ: (شک کی وجہ سے یقین زائل نہ ہوگا)۔

اَلْقَاعِدَۃُ الرَّابِعَۃ: اَلْمَشَقَّۃُ تَجْلِبُ التَّیْسِیْرَ: (مشقت آسانی لاتی ہے)۔

اَلْقَاعِدَۃُ الْخَامِسَۃ: اَلضَّرَرُ یُزَالُ: (نقصان کو دور کیا جائے گا)۔

اَلْقَاعِدَۃُ السَّادِسَۃ: اَلْعَادَۃُ مُحْکَمَۃٌ: (عوام میں رائج عادت مضبوط بنیاد ہوتی ہے)۔

نوعِ ثانی میں انھوں نے کل انیس قواعد کلیہ جمع کیے ہیں جن کے متعلق ان کی رائے ہے کہ جزئی صورتوں پر ان کا انحصار نہیں ہوتا، ان میں سے چند قواعد حسبِ ذیل ہیں:

- اَلْاِجْتِھَادُ لَایُنْقَضُ بِالْاِجْتِھَادِ: (ایک اجتہاد کو دوسرے اجتہاد سے باطل نہ کیا جائے گا)۔
- اِذَا اجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَ الْحَرَامُ غَلَبَ الْحَرَامُ (جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرام کو غالب متصور

کیا جائے گا)۔

- اَلتَّابِعُ تَابِعٌ (تابع تابع ہی رہے گا)۔
- تَصَرُّفُ الْاِمَامِ عَلَى الرَّعِيَّةِ مَنُوطٌ بِالْمَصْلِحَةِ
  (امام کا عوام پر اقتدار ان کی فلاح و بہبود سے وابستہ ہے)۔
- اَلْحُدُوْدُ تُدْرَءُ بِالشُّبُهَاتِ: (حدود شبہات کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہیں)۔

اَلْفَنُّ الثَّانِیُ جو کہ ''الفُوَائِدُ'' سے متعلق ہے اس میں انھوں نے فقہ حنفی کی مشہور کتب ''الھدایۃ'' اور ''الکنز'' کی ترتیب پر بہت سے فوائد جمع کیے ہیں۔ جن کی تعداد کوئی پانچ سو کے قریب ہے۔ مصنف مذکور نے انھیں قواعد کے مقابلے میں ضوابط اور مستثنیات کا نام دیا ہے۔

اَلْفَنُّ الثَّالِث جو کہ ''الجَمْعُ وَالفرقُ'' سے متعلق ہے۔ اس میں مصنف نے ایسے احکام جمع کیے ہیں جن سے کسی فقیہ کا جاہل رہنا بہت ہی معیوب تصور کیا جاتا ہے۔ مثلاً: اَحْکَامُ النَّاسِیْ، اَحْکَامُ الْجَھْلِ، اَحْکَامُ الْاِکْرَاہِ اور اُحْکَامُ الصِّبْیَانِ وغیرہ۔ جہاں تک احکام میں ''الفرقُ'' کا تعلق ہے تو اس فن میں ملتے جلتے مسائل کے درمیان فرق کو واضح کیا گیا ہے۔ مثلاً وضو اور غسل میں فرق، زکوٰۃ اور صدقہ میں فرق، مرتد اور کافر اصلی میں فرق وغیرہ۔

''اَلْفَنُّ الرَّابِع ''اَلْغَازُ'' یعنی پہیلیوں سے متعلق ہے۔ مثلاً:

- ''مَا اَفْضَلُ الْمِیَاہِ'' کون سا پانی سب سے افضل ہے؟
- ''أَیُّ رَجُلٍ اَفْطَرَ بِلَاعُذْرٍ وَلَا کَفَارَۃً عَلَیْہِ''
  کون سا وہ آدمی ہے جو بلا عذر روزہ افطار کرے مگر اس پر کفارہ لازم نہ آئے؟
- ''أَیُّ رَجُلٍ طَلَّقَ وَلَمْ یَقَعْ'' (کون سا وہ آدمی ہے جو عورت کو طلاق دے مگر وہ واقع نہ ہو)۔

اَلْفَنُّ الْخَامِس شرعی حیلوں سے متعلق جب کہ اَلْفَنُّ السَّادِس فروق سے متعلق ہے جس میں ملتے جلتے مسائل کے درمیان پائے جانے والے فرق کو واضح کیا گیا ہے۔ اس طرح آخری فن، اَلْفَنُّ السَّابِع جیسا کہ اپنے موضوع سے واضح ہے کہ اس میں مختلف حکایات بیان کی گئی ہیں نیز علماء کے درمیان مختلف فیہ مسائل کے سلسلے کی ہونے والی مراسلت پر بحث کی گئی ہے۔ مصنف نے اپنی کتاب میں سبکی (م ۷۷۱ھ/۱۳۶۹ء) اور سیوطی (م ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) کی کتب سے استفادہ کیا ہے۔ یہ کتاب بعد کے ادوار میں علماء احناف میں بہت زیادہ مقبول ہوئی، جس کی وجہ سے اس کی بہت سی شرحیں اور تعلیقات لکھی گئیں جن کی تعداد اب بیالیس (۴۲) تک پہنچ چکی ہے۔ جن میں سے ''تَنْوِیْرُ الْبَصَائِرِ عَلَی الْاَشْبَاہِ وَ النَّظَائِرِ لشرف الدین الغزّی (۱۰۰۵ھ) غَمْزُ عُیُوْنِ الْبَصَائِرِ شَرْحُ الْأَشْبَاہِ وَ النَّظَائِرِ لِلْحَموی (۱۰۹۸ھ/۱۶۸۷ء) اور عُمْدَۃُ ذَوِی الْبَصَائِرِ لِحَلِّ مُھِمَّاتُ الْأَشْبَاہِ وَالنَّظَائِرِ لِابْنِ بِیری (م ۱۰۹۹ھ/۱۶۸۸ء) ''عُمْدَۃُ النَّاظِرِ عَلَی الْأَشْبَاہِ وَ النَّظَائِرِ لِابِی السَّعُود الحُسَینِی'' (۱۱۷۲ھ/۱۷۵۹ء)

وغیرہ ایسی شرحیں بھی شامل ہیں۔

"خاتمة" مجامع الحقائق

یہ کتاب ابوسعید محمد بن محمد بن مصطفی الخادمی (م۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) کی ہے۔ اصلاً یہ کتاب اصول فقہ سے متعلق ہے جس کا آخری باب قواعد کلیہ پر ہے۔ مصنف نے اس باب میں حروفِ تہجی کے اعتبار سے ۱۵۴ قواعد کلیہ جمع کیے ہیں۔ بعد میں مصنف نے خود ہی "منافع الحقائق" کے نام سے اس کی شرح بھی لکھی۔ اس کی ایک اور شرح مصطفیٰ ہاشم نے بھی لکھی تھی جو "حفید قوجه" کے نام سے مشہور ہیں۔

"قواعد" مجلة الاحكام العدلية (۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء)

یہ مجلّہ سلطان غازی عبدالعزیز عثمانی کے حکم سے احمد جودت پاشا کی سربراہی میں علماء کی ایک کمیٹی نے تقریباً سات سال کے عرصے میں مرتب کیا تھا۔ مجلّہ، ایک مقدمے اور سولہ ابواب پر مشتمل ہے جس میں "۱۸۸۱" دفعات ہیں۔ مجلّے کی ابتدائی ۲ تا (۹۹) ۱۰۰ دفعات قواعد کلیہ سے متعلق ہیں جو ابن نجیم کی کتاب "الأشباه و النظائر" اور ابوسعید خادمی کی کتاب "مجامع الحقائق" کے آخری باب سے لیے گئے ہیں، مجلّے کی کئی شرحیں لکھی گئیں جن میں سے خالد اتاسی، علی حیدر، منیر القاضی، یوسف آصاف اور سلیم بن رستم باز لبنانی کی شرحیں زیادہ مشہور ہیں۔

الفرائد البهية فی القواعد و الفوائد الفقهية

یہ کتاب محمود بن محمد بن نسیب بن حسین (م۱۳۰۵ھ/۱۸۸۸ء) کی ہے جو اپنے اسلاف کی نسبت سے "ابن حمزة" کے نام سے مشہور ہیں، ان کی کئی اور کتب بھی ہیں جیسے "الفتاوی الحمزاوية" یا "المحمودية" جو دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ انھوں نے امام محمد کی کتاب "الجامع الصغير" کو نظم میں تحریر کیا تھا، جس کے تین ہزار اشعار ہیں، اسی طرح "كواكب الزاهرة فی الاحاديث المتواترة، كتاب ترجيح البينات" جو "الطريقة الواضحة" کے نام سے معروف ہے۔ ان کی ایک کتاب "قواعد الاوقاف فی الفقه" کے نام سے بھی ہے (۹۸)۔ "الفرائد البهية فی القواعد و الفوائد الفقهية" میں مصنف نے قواعد کلیہ اور اصول وضوابط کو فقہی ابواب کی ترتیب سے مدون کیا ہے۔

قواعد الفقه

یہ کتاب مفتی محمد عمیم الاحسان المجد دی البرکتی کی ہے۔ وہ بنگلہ دیش کے بڑے عالم وفاضل، سنی العقیدہ اور مدرسہ عالیہ ڈھاکہ کے صدر مدرس تھے۔ ان کی تالیفات کی تعداد سو سے اوپر ہے۔ مذکورہ بالا کتاب "قواعد الفقه" اصل میں پانچ رسائل کا مجموعہ ہے۔ جن میں سے پہلا رسالہ امام کرخی کے ان چالیس قواعد کلیہ پر مشتمل ہے۔ جن پر فقہائے احناف کی کتب کا مدار رہے۔ انھوں نے ہر قاعدے کے ضمن میں امام نسفی کی بیان کردہ شرح سے مثالیں دی ہیں۔ دوسرا رسالہ امام

دبوسی کی کتاب "تاسیس النظر" میں پائے جانے والے قواعد کلیہ پر مشتمل ہے۔تیسرا رسالہ فقہی قواعد کلیہ سے متعلق ہے جو انھوں نے "شرح السیر الکبیر، اصول الکرخی، تاسیس النظر،الھدایة، منار الاصول،الاشباہ و النظائر، البحر الرائق، درالمختار، مسلم الثبوت،رد المحتار اور مجلة الاحکام العدلیة" وغیرہ سے لیے ہیں۔ان قواعد کلیہ کی وضاحت فقہی کتب میں بیان کردہ مثالوں سے کی گئی ہے۔چوتھا رسالہ فقہی اصطلاحات پر مشتمل ہے جب کہ پانچواں رسالہ فقہ حنفی کے مطابق فتوی لکھنے اور اس کے آداب سے متعلق ہے۔

فقہائے مالکیہ کی کتب

فقہائے مالکیہ میں سے قواعد کلیہ پر کام کرنے والے چند نمایاں فقہاء اور ان کی کتب کا مختصراً تعارف حسبِ ذیل ہے

اصول الفتیا

اس کتاب کے مؤلف محمد بن حارث الخشنی (م۳۶۱ھ/۹۷۲ء) ہیں،قواعد کلیہ پر فقہ مالکی کی یہ پہلی کتاب ہے۔مصنف نے اسے فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا ہے جس میں قواعد کلیہ بیان کرنے کے بعد "المدونة" سے جزئیات لائی گئی ہیں۔ہر قاعدے کو لفظ "کل" یا "اصل" سے شروع کیا گیا ہے۔

أَنوَارُ البُرُوقِ فِی أَنوَاءِ الفُرُوق

یہ کتاب ابو العباس احمد بن ابی العلاء ادریس بن عبدالرحمن الصنھاجی المصری (م۶۸۴ھ/۱۲۸۳ء) کی ہے آپ کا لقب شہاب الدین تھا۔ "قَرافہ" نامی ایک محلے کی نسبت سے "القَرَافِی" مشہور ہوئے اور ان کی کتاب نے "الفُرُوق" کے نام سے شہرت پائی۔مصنف نے اس کتاب میں اپنی ہی ایک دوسری کتاب "الذخیرة" میں پائے جانے والے قواعد کلیہ اور جزئیات کو یک جا کیا ہے۔کتاب میں قواعد و فروعات کے مابین پائے جانے والے فرق کو واضح کرتے ہوئے ۵۴۸ قواعد کلیہ اور ۲۷۴ فروق کو جمع کیا ہے۔

إِدرَارُ الشُّرُوق عَلی أَنوَاءِ الفُرُوقِ

یہ کتاب قاسم بن عبداللہ بن محمد الانصاری (م۷۲۳ھ/۱۳۲۲ء) کی ہے جو "ابن الشَّاط" کے نام سے معروف ہیں۔یہ کتاب اصل میں "القَرَافِی" کی کتاب "الفُرُوق" کی تصحیح وتصویب شدہ شکل ہے۔

القواعد

یہ کتاب محمد بن محمد بن احمد مقری (م۷۵۸ھ/۱۳۵۷ء) کی ہے۔افریقہ کی ایک بستی "مَقَّرة" کی نسبت سے "المَقَّری" کہلائے۔وہ اپنے دور کے بہت بڑے عالم وفاضل علماء میں سے تھے۔ابو اسحاق شاطبیؒ (م۷۹۰ھ/۱۳۸۸ء) اور مؤرخ ابن خلدون (م۸۰۸ھ/۱۴۰۶ء) ایسے لوگ ان کے شاگرد ہوئے ہیں۔مقری قواعد کے

صرف ناقل ہی نہیں ہیں بلکہ انھوں نے کئی نئے قواعد بھی مستنبط کیے ہیں۔قواعد کلیہ میں ان کا اسلوب یہ ہے کہ وہ قاعدے میں ایسا اختصار کرتے ہیں کہ جس کے تحت کثیر معانی اور فقہی فروعات آ جائیں۔انھوں نے اس کتاب میں قواعد کلیہ کو فقہی ابواب کی صورت میں مدون کیا ہے اور مذاہبِ اربعہ کے درمیان پائے جانے والے اصولی اختلافات کو بھی ذکر کیا ہے۔اس لحاظ سے ان کی کتاب دبوسی کی کتاب "تاسیس النظر" میں پائے جانے والے "قَوَاعِدُالْخِلَافِ" کے مشابہ ہے۔ وہ قواعد خلافیہ میں تینوں ائمہ یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (م۱۵۰ھ/۷۶۷ء)، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (م۱۷۹ھ/۷۹۵ء) اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م۲۰۴ھ/۸۱۹ء) کے درمیان پائے جانے والے اختلاف کا ذکر کرتے ہیں۔اسی طرح وہ فقہائے مالکیہ کے درمیان پائے جانے والے اختلاف کو بھی واضح کرتے ہیں۔

إيضاح المسالک الى قواعد الامام مالک

یہ کتاب ابو العباس احمدبن یحییٰ بن محمد التلمسانی،الونشریسی (م۹۱۴ھ/۱۵۰۸ء) کی ہے۔کتاب میں جمع کیے گئے قواعد کلیہ قرافی کی کتاب الفروق اور مقری کی القواعد سے لیے گئے ہیں۔جن کی کل تعداد تقریباً ۱۱۸ کے قریب ہے اور اکثر قواعد میں استفہامی انداز اختیار کیا گیا ہے۔مثلاً:

۱۔ اَلْعِصْيَانُ هَلْ يُنَافِي التَّرَخُّصَ أَمْ لَا؟ (کیا نافرمانی رخصت کے منافی ہوتی ہے یا نہیں؟)

۲۔ اَلْاَصْغَرُ هَلْ يَنْدَرِجُ تَحْتَ الْاَكْبَرِ أَمْ لَا؟ (کیا چھوٹا مسئلہ بڑے مسئلے کے تحت درج ہو سکتا ہے یا نہیں؟)

فقہائے شافعیہ کی کتب

قواعد الأحكام فی مصالح الأنام

یہ کتاب عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام،السلمی (م۶۶۰ھ/۱۲۶۲ء) کی ہے۔جو "سُلطانُ العلماءِ" کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔قواعد کلیہ پر فقہ شافعی کی یہ اولین کتاب ہے جسے قبولیت عامہ کا شرف حاصل ہوا۔کتاب میں مصالح کے حصول اور مفاسد کے دفعیہ کو موضوع بنایا گیا اور اس میں بیان ہونے والے بعض قواعد کلیہ اساسی نوعیت اور بعض دیگر فروعات سے متعلق ہیں۔

الأشباه و النظائر لابن الوكيل (م۷۱۶ھ/۱۳۱۶ء)

یہ کتاب صدرالدین محمد بن عمر بن مکی کی ہے جو شام میں ابن الوکیل المصری کے نام سے معروف تھے جو اپنے دور کے شیخ الشافعیہ تھے۔موصوف کثرت مطالعہ اور حافظ کی شہرت رکھتے تھے۔قواعد کلیہ کی یہ پہلی کتاب ہے جو اس نام کے ساتھ لکھی گئی تھی۔ابتداءً یہ کتاب غیر مرتب شکل میں تھی جسے بعد میں مصنف کے بھتیجے زین الدین محمد بن عبداللہ بن المرحل (م۷۳۸ھ/۱۳۳۷ء) نے بعض اضافوں کے ساتھ ترتیب دیا تھا۔

المجموع المذهب فی قواعد المذهب

یہ کتاب صلاح الدین خلیل بن کیکلدی العلائی (م۷۶۱ھ/۱۳۵۹ء) کی ہے۔مصنف کتاب میں پہلے پانچ بنیادی قواعد اور پھر قواعد اصولیہ کو لائے ہیں۔اس کے بعد حسب اہمیت قواعد کلیہ کو جمع کیا ہے اور آخر میں ایسے قواعد کلیہ کو درج کیا ہے جن کا تعلق صرف ایک آدھ مسئلے سے ہی ہے۔کتاب کو مرتب کرنے میں ابن القاص، ابن الوکیل، عز ابن عبد السلام اور قرافی کی کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

الأشباه والنظائر لتاج الدين السُبكی

یہ کتاب تاج الدین عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی السبکی (م۷۷۱ھ/۱۳۶۹ء) کی ہے۔مصنف نے کتاب کو حسب ذیل سات حصوں میں تقسیم کیا ہے:

الف. اَلْقَوَاعِدُالْخَمْسُ

ب. اَلْقَوَاعِدُ الْعَامَةُ

ج. اَلْقَوَاعِدُ الْخاصَةُ

د. أُصُوْلٌ كَلامِيَةٌ يُبْنَى عَلَيْهَا فُرُوْعَ فِقْهِيَّةٍ

ہ. مَسَائِلٌ أُصُوْلِيَةٌ يَتَخَرَّجُ عَلَيْهَا فُرُوْعَ فِقْهِيَّةٍ

و. بَعْضُ الْكَلِمَاتِ الْعَرَبِيَةِ وَ الْكَلِمَاتِ النَّحْوِيَةِ

ز. اَلْخِلافُ فِي الْفُرُوْعِ بَعْدَ الْأَتِفَاقِ عَلَى أُصُوْلِهَا

کتاب کے تمام ابواب میں قواعد کے ساتھ ساتھ فقہی جزئیات کو بھی بیان کیا گیا ہے، اپنے موضوع کے اعتبار سے یہ ایک عمدہ کتاب ہے۔

المنثور فی القواعد

یہ کتاب ابی عبداللہ بدر الدین محمد بن بهادر بن عبداللہ الشافعی (م۷۹۴ھ/۱۳۹۲ء) کی ہے جو "الزَّرکَشِی" کے نام سے معروف تھے۔اپنے موضوع اور ترتیب میں پہلی کتاب ہے جس میں قواعد کلیہ "حروفِ تہجی" کے تحت لکھے گئے ہیں مثلاً: "حرف الالف" میں "اباعة" سے متعلق قواعد کی ابتداء کر کے حرف الیا تک قواعد کی ترتیب قائم کی گئی ہے، سوائے حرف "الثا" کے، کیوں کہ اس حرف سے کسی قاعدے کی ابتداء نہیں ہوتی۔کتاب میں بعض ایسی مباحث بھی ہیں جن کا تعلق قواعد کلیہ سے نہیں ہے۔مثلاً: اَلْمُطَارَحَاتُ، اَلْمُمْتَحِنَاتُ، اَلْمُغَالَطَاتُ اور مَسْئَلَةٌ جَدَلِيَّةٌ وغیرہ (۹۹)۔

الأشباه والنظائر لابن المُلَقِّن

یہ کتاب ابوحفص سراج الدین عمر بن علی بن احمد الانصاری (م۸۰۴ھ/۱۴۰۲ء) کی ہے جو "ابن الملقن" کے نام سے معروف ہیں۔ کتاب کو فقہی ابواب کی ترتیب سے مدون کیا گیا ہے۔ وہ فقہ شافعی کے مطابق قاعدہ بیان کرتے ہیں اور دیگر ائمہ سے اختلاف کی صورت میں جزئیات میں اس کا ذکر کر دیتے ہیں اور فقہ شافعی کے مطابق دلائل لاتے ہیں، مصنف نے عزالدین کی "قواعد الاحکام"، قرافی کی "الفروق" ابن الوکیل کی "الأشباہ و النظائر" اور علائیؒ کی المجموع المذهب فی قواعد المذهب ایسی کتب سے استفادہ کرتے ہوئے اسے بہتر شکل وصورت میں مرتب کیا ہے۔

القواعد

یہ کتاب تقی الدین ابوبکر بن محمد بن عبدالمومن الحصینی (م۸۲۹ھ/۱۴۲۶ء) کی ہے۔ مصنف نے کتاب کی ابتداء قواعد اصولیہ سے کی ہے جس میں حکم شرعی اوراس کی اقسام مفصل تحریر کرنے کے بعد "قواعد فقهيه" کو تحریر کیا ہے اور دیگر مصنفین کی طرح پہلے اساسی قواعد اور پھر دیگر مسائل اور فوائد کو جمع کیا ہے۔ کتاب "قواعد العلائی" کی طرح "قواعد اصولیه" اور "قواعد فقهيه" کی جامع ہے۔

مختصر قواعد العَلائی

یہ کتاب ابوالثناء محمود بن احمد الحموی (م۸۳۴ھ/۱۴۲۱ء) کی ہے جو "ابن خطیب الدهشته" کے نام سے معروف تھے۔ مصنف نے کتاب میں علامہ علائی اور الاسنوی کے قواعد کو جمع کیا ہے اور ان کی تنقیح کے ساتھ ساتھ کچھ اضافے بھی کیے ہیں اس کتاب کا پورا نام "مُخْتَصَرٌ مِنْ قَوَاعِدِ الْعَلَائِیْ وَ کَلَامِ الْاَسْنَوِیْ" ہے اور اسے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (م۶۷۷ھ/۱۲۷۸ء) کی کتاب "منهاج" کے فقہی ابواب کی ترتیب کے تحت مرتب کیا گیا ہے۔

الأشباہ و النظائر للسیوطی

یہ کتاب جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی (م۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) کی ہے۔ قواعد کلیہ کے حوالے سے فقہ شافعی کی سب سے مشہور کتاب یہی ہے۔ فقہائے اسلام کے ہاں اسے ہر دور میں قبولیت کا شرف حاصل رہا ہے۔ اس اعتبار سے یہ کتاب فقہائے شافعیہ کی سابقہ تمام کتب پر فوقیت رکھتی ہے۔ بلکہ بعد کے ادوار میں بھی کوئی فقہی عالم اس کی مثل کتاب مرتب نہ کر سکا۔ یہ کتاب حسب ذیل سات کتب کا مجموعہ ہے۔

اَلْکِتَابُ الْأَوَّلُ: یہ کتاب قواعد خمس اور متعلقہ فقہی مسائل واحکام پر مشتمل ہے۔

اَلْکِتَابُ الثَّانِیُ: اس کتاب میں وہ قواعد کلیہ ہیں جن کا انحصار ان کی جزئی صورتوں پر نہیں ہوتا۔ یہ کتاب چالیس قواعد کلیہ پر مشتمل ہے۔

اَلْکِتَابُ الثَّالِثُ: اس کتاب میں وہ بیس قواعد کلیہ ذکر کئے گئے ہیں جنھیں فقہاء کے مابین اختلافی قرار دیا جاتا ہے۔

اَلْکِتَابُ الرَّابِعُ: اس کتاب میں وہ قواعد کلیہ اور احکام بیان کیے گئے ہیں، جن سے کسی عالم کا لاعلم رہنا انتہائی معیوب تصور کیا جاتا ہے۔

اَلْکِتَابُ الْخَامِسُ: اس کتاب میں مختلف فقہی ابواب کے نظائر پیش کیے گئے ہیں۔

اَلْکِتَابُ السَّادِسُ: اس کتاب میں متشابہ چیزوں کے درمیان پائے جانے والے فرق کو واضح کیا گیا ہے۔ مثلاً لمس اور مس میں فرق، وضو اور غسل میں فرق، سجدہ سہو اور سجدہ تلاوت میں فرق وغیرہ۔

اَلْکِتَابُ السَّابِعُ: اس کتاب میں متفرق ابواب سے نظائر پیش کیے گئے ہیں اور آخر میں کسی عالم وفاضل شاعر کی ایک طویل نظم ہے جس میں ان چالیس صورتوں کا ذکر کیا گیا ہے، جن سے لاعلمی عذر نہیں بن سکتی۔

فقہائے حنابلہ کی کتب

القواعد النورانیة الفقهیة

یہ کتاب شیخ الاسلام تقی الدین، ابوالعباس، احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن عبداللہ بن تیمیہ الحرانی (م۷۲۸ھ/۱۳۲۸ء) کی ہے۔ مصنف نے کتاب فقہی موضوعات کی اساس پر تحریر کی ہے یعنی بَابُ الطَّهَارَةِ وَ النَّجَاسَةِ سے کتاب کی ابتداء کر کے بَابُ الْإِیْمَانِ وَ النُّذُوْرِ پر اسے ختم کیا ہے اور ہر باب میں متعلقہ قواعد وضوابط، فقہاء کے اختلافات اور آراء کے ساتھ ساتھ جزئیات کا احاطہ بھی کیا ہے۔

تقریر القواعد و تحریر الفوائد

یہ کتاب حافظ ابی الفرج عبدالرحمٰن بن رجب الحنبلی (م۷۹۵ھ/۱۳۹۳ء) کی ہے جو "قَوَاعِدُ ابْنِ رَجَبٍ" کے نام سے معروف ہے۔ کتاب فقہی ابواب کی ترتیب سے مرتب کی گئی ہے جو "بَابُ الْمِیَاهِ وَ الْآنِیَةِ" سے شروع ہو کر "بَابُ الْقَضَاءِ وَ الشَّهَادَاتِ وَمَا یَتَعَلَّقُ بِهٖ" پر ختم ہوتی ہے۔ ان ابواب میں کل ایک سو ساٹھ (۱۶۰) قواعد کلیہ کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے جن کے آخر میں اکیس فوائد ذکر کیے گئے ہیں، جن سے متعلق مصنف مذکور کا کہنا ہے کہ یہ وہ مشہور مسائل ہیں جن میں فقہاء کا اختلاف ہے اور فقہ اسلامی میں اس کا خاص مقام ومرتبہ ہے۔

القواعد و الفوائد الاصولیة

یہ کتاب ابوالحسن علاء الدین بن محمد بن عباس البعلی الحنبلی (م۸۰۳ھ/۱۴۰۱ء) کی ہے جو "ابن اللحّام" کے نام سے معروف ہیں، کتاب کا پورا نام "اَلْقَوَاعِدُ وَالْفَوَائِدُ الْاُصُوْلِیَّةُ وَ مَایتعلق بِهَا مِنَ الْاَحْکَامِ الْفَرِعِیَّةِ" ہے، مصنف نے چھیاسٹھ قواعد کلیہ درج کیے ہیں اور ہر قاعدے کے ضمن میں فقہی جزئیات بھی تحریر کی ہیں، بعض قواعد کلیہ میں استفہامیہ انداز اختیار کیا گیا ہے جن کی تشریح وتوضیح کے ذریعے حقیقت واضح کی گئی ہے۔

خلاصہ بحث

لغوی اعتبار سے قاعدہ کے معنی اساس اور بنیاد کے ہیں اس کی جمع قواعد آتی ہے۔فقہی اصطلاح میں قواعد کلیہ سے مراد وہ فقہی اصول وضوابط ہیں جنہیں مختصر قانونی زبان میں اس طرح مرتب کیا گیا ہو کہ ان میں اپنے موضوع سے متعلقہ آنے والے تمام شرعی احکام شامل ہوں۔فقہی کتب میں پائے جانے والے اکثر قواعد کلیہ کو اساسی حیثیت حاصل ہوتی ہے کیوں کہ ان کی جزئیات تمام ابواب میں پھیلی ہوتی ہیں البتہ کچھ قواعد کلیہ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی جزئیات صرف ایک آدھ باب کا ہی احاطہ کرتی ہیں۔قاعدہ اور ضابطہ کے شرعی حکم اور اسلوب میں چونکہ کوئی خاص فرق نہیں پایا جاتا اس لیے اگر قاعدے کی جگہ ضابطہ اور ضابطے کی جگہ قاعدہ کا لفظ استعمال کر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔انسانی زندگی کے جملہ شعبوں سے متعلق قرآن وحدیث اور فقہی کتب میں احکام کے ساتھ ساتھ قواعد کلیہ بھی پائے جاتے ہیں۔ قواعد کلیہ کی جمع وتدوین میں ہر دور کے جید علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اور فقہائے عظام رحمۃ اللہ علیہم نے کام کیا ہے۔ان فقہاء کی قواعد کلیہ پر ترتیب دی ہوئی کتب کو تحقیقی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو ان میں جمع وتدوین اور ساخت کے حوالے سے متعدد مناہج واسالیب پائے جاتے ہیں۔جمع وتدوین میں بلاعنوان ترتیب، فقہی ابواب کی ترتیب، موضوعی ترتیب، الفبائی ترتیب اور حسب ضرورت واہمیت ترتیب وغیرہ کے عنوانات دیئے جاسکتے ہیں جب کہ ان کے استنباط میں لفظ "اَلْأَصْلُ"، "کُلُّ"، "هَلْ" کے علاوہ سادہ جملوں کا استعمال بھی کیا گیا ہے۔قواعد کلیہ کی ضرورت واہمیت کی وجہ سے تمام مشہور مسالک کے فقہاء نے اس موضوع پر کام کیا ہے اور ان کی کتب دستیاب ہیں۔عصر حاضر میں قانون ساز ادارے قانون سازی کے وقت اور عدالتیں اپنے فیصلوں میں ان قواعد کلیہ سے راہنمائی لیتے ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ دیکھیے: الراغب الاصفہانی، الحسین بن محمد، ابی القاسم (م۵۰۲ھ/۱۱۰۹ء) "المفردات فی غریب القرآن"، تحقیق وضبط، محمد سید کیلانی، نور محمد کارخانہ تجارت، آرام باغ، کراچی (س۔ن) ص۴۰۹۔

۲۔ البقرۃ ۲:۱۲۷۔

۳۔ النحل :۱۶:۲۶۔

۴۔ الجرجانی، علی بن محمد الشریف (م۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء) "کتاب التعریفات" دارالمنار، بیروت، لبنان (س۔ن)، ص۱۲۱۔

۵۔ الحموی، احمد بن محمد المصری (م۱۰۹۸ھ/۱۶۸۷ء) "غمز عیون البصائر شرح الأشباہ والنظائر" ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراچی پاکستان (۱۴۱۸ھ)، ۱/۶۳۔

۶۔ القرافی، احمد بن ادریس، ابوالعباس، الصنہاجی (م۶۸۴ھ/۱۲۸۵ء) "الفروق أو انوار البروق فی انواء الفروق" تحقیق: خلیل المنصور، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان (س۔ن)، ۱/۶۔

۷۔ "مجلة الاحكام العدلية" المکتبۃ الحقانیۃ محلّہ جنگی پشاور پاکستان (س۔ن)، ۱۶۔

۸۔ "مجلة الاحكام العدلية" (م/۷)، ص۱۷۔

۹۔ السرخسی، محمد بن احمد بن ابی سھل، ابی بکر (م۴۹۰ھ/۱۰۹۷ء) "شرح السیر الکبیر" تحقیق: ابوعبداللہ محمد حسن محمد حسن اسماعیل الشافعی، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان (۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۷ء)، ۱/۱۳۱۔

۱۰۔ دیکھیے: سورۃ التوبہ ۹:۹۱۔

۱۱۔ الحموی، ۱/۶۳۔

۱۲۔ علی حیدر "درر الحکام فی شرح مجلة الاحکام" دارصادر، بیروت، لبنان (س۔ن)، ۱/۹۱۔

۱۳۔ الزرقاء، مصطفیٰ احمد "المدخل الفقھی العام" دارالقلم دمشق (۱۴۲۵ھ۔۲۰۰۴ء)، ۲/۹۶۵۔

۱۴۔ دیکھیے: السبکی، تاج الدین عبدالوہاب بن علی ابن عبدالکافی "الأشباہ والنظائر" تحقیق عادل احمد عبدالموجود وعلی محمد عوض، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان (۱۴۲۲ھ۔۲۰۰۱ء)، ۱/۱۱۔

۱۵۔ ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد، "الأشباہ والنظائر مع حاشیة الشیخ محمد علی الرافعی" ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل کراچی پاکستان، ۸۲۔

۱۶۔ السبکی، م۔ن، ۱/۱۱۔

۱۷۔ ابن رجب، عبدالرحمٰن، ابوالفرج "القواعد فی الفقه الاسلامی" دارالمعرفۃ بیروت لبنان (س۔ن)، قاعدہ ثانیۃ، ص۴۔

۱۸۔ دیکھیے: القرافی، ۱/۶۔

۱۹۔ شریعت، قرآن وسنت کے ان احکامات کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے حضرت محمد ﷺ پر نازل کیے۔ جب کہ فقہ

سے مراد علماء وفقہاء کے مرتب شدہ وہ احکام ہیں جو انہوں نے قرآن وسنت سے اپنی فہم کے مطابق مستنبط کیے ہوں۔(دیکھیے: الزرقا"**المدخل الفقهی العام**")،۱/۱۵۳۔

۲۰۔ القرافی،م۔ن ۱/۶۔۸۔

۲۱۔ القرافی، احمد ادریس الصنعاجی "**الذخیرۃ**"تحقیق: محمد بوخبزۃ، دار الغرب الاسلامی، ۱/۵۰۔

۲۲۔ "**مجلة الاحكام العدلية**" طبع: المکتبۃ الحقانیہ، پشاور، پاکستان (س۔ن) (م/۱) ص۱۶۔

۲۳۔ السیوطی کا نام عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور لقب جلال الدین ہے۔ وہ مصر کی سیوط نامی ایک بستی کی نسبت سے سیوطی کہلائے۔ متعدد علوم کے ماہر اور مجتہد ہوئے۔ تصانیف کی تعداد سات سو کے قریب ہے۔(دیکھیے: عبداللہ بن سلیمان الجرھزی الشافعی "**المواهب السنية**"ص۲۱؛ الزرکلی "**الاعلام**،۳/۳۰۱)۔

۲۴۔ السیوطی، جلال الدین(م۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) "**الاشباه والنظائر فی الفروع**" دار الفکر، بیروت، لبنان، ۱۴۱۵ھ ص۶۔

۲۵۔ ابن نجیم "**الأشباه والنظائر**"، م۔ن ص۸۔

۲۶۔ السبکی "**الأشباه والنظائر**"، ۱/۲۰۷۔

۲۷۔ ابن الملقن، عمر بن علی الانصاری ابی حفص سراج الدین (م۸۰۴ھ/۱۴۰۱ء) "**الأشباه والنظائر**" تحقیق ودراسۃ: احمد بن عبدالعزیز بن احمد الخضری، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی پاکستان، (۱۴۱۷ھ/) ص۱۵۹۔

۲۸۔ السبکی، ۱/۲۰۷۔

۲۹۔ ابن نجیم، ص۸۵۔

۳۰۔ ایضاً، ص۸۷۔

۳۱۔ ایضاً، ص۸۶۔

۳۲۔ ایضاً، ص۸۹۔

۳۳۔ ایضاً، ص۸۹۔

۳۴۔ الزرکشی، محمد بن بہادر، بدر الدین، ابوعبداللہ (م۷۹۴ھ/۱۳۹۲ء) "**المنثور فی القواعد**" دار الکتب العلمیۃ بیروت، (۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء) ص۸۷ ؛ السیوطی، م۔ن، ص۴۵؛ ابن نجیم ص۳۔

۳۵۔ السبکی، ۱/۳۶۷۔

۳۶۔ ایضاً، ۱/۳۶۷۔

۳۷۔ ابن نجیم، ص۹۱۔

۳۸۔ "**مجلة الاحكام العدلية**" (م/۴۴) ص۲۱۔

۳۹۔ الزرکشی "**المنثور فی القواعد**" ۲/۲۴۳۔

۴۰۔ الزرکشی، ۲/۲۴۳۔

۴۱۔ ابوداوٗد،سلیمان بن الاشعث السجستانی (م ۲۷۵ھ/۸۸۹ء)"السنن" دارالفکر، بیروت (س۔ن)، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة (ح/۴۰۳۱)، ۴/۴۴۔

۴۲۔ السیوطی، "الأشباه و النظائر فی الفروع"ص ۷۵؛ ابن نجیم، "الأشباه و النظائر"، ص ۵۵۔

۴۳۔ السیوطی، م۔ن، ص ۴۴۔

۴۴۔ السیوطی، ص ۱۰۳؛ ابن نجیم، م۔ن، ص ۷۹؛ "مجلة الاحکام العدلیة" (م/۳۴)، ص ۲۰۔

۴۵۔ ابن نجیم، ص ۱۵۹۔

۴۶۔ السیوطی، م۔ن، ص ۸۴؛ ابن نجیم، م۔ن، ص ۶۲؛ "مجلة الاحکام العدلیة" (م/۵۸)، ص ۲۲۔

۴۷۔ ابویوسف، یعقوب بن ابراہیم الانصاری (م ۱۸۲ھ/۷۹۸ء) "کتاب الخراج" تحقیق: محمد ابراہیم البنا، مکتبہ فاروقیہ، پشاور، ۱۹۸۱ء، ص ۱۴۱؛ ابن نجیم، م۔ن، ص ۶۳۔

۴۸۔ الندوی، علی احمد "القواعد الفقهیة" دارالقلم، دمشق، (۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء)، ص ۲۰۲۔

۴۹۔ السیوطی، م۔ن، ص ۸۴۔

۵۰۔ السیوطی، م۔ن، ص ۱۰۵؛ ابن نجیم، م۔ن، ص ۸۰؛ "مجلة الاحکام العدلیة" (م ۵۹)، ص ۲۳۔

۵۱۔ السیوطی، م۔ن، ص ۸۵۔

۵۲۔ ابویوسف، ص ۳۲۹۔

۵۳۔ ابن نجیم، م۔ن، ص ۱۲۰۔

۵۴۔ مجلة الاحکام العدلیة (م/۹۴)، ص ۲۷۔

۵۵۔ ابن نجیم، ص ۱۱۶۔

۵۶۔ ابن حمزة، محمود بن محمد، الحسینی (۱۳۰۵ھ/۱۸۸۸ء) "الفرائد البهیة فی قواعد و الفوائد الفقهیة" مطبع حبیب آفندی خالد، دمشق، ۱۲۹۰ھ، ص ۳۱۹۔

۵۷۔ مجلة الاحکام العدلیة (م/۷۶)، ص ۲۵۔

۵۸۔ الندوی "القواعد الفقهیة"، ص ۳۴۵۔

۵۹۔ مجلة الاحکام العدلیة (م/۷۹)، ص ۲۵۔

۶۰۔ السیوطی، م۔ن، ص ۲۸۲۔

۶۱۔ الشیبانی "السیر الکبیر" ص ۱/۱۳۱ یہ قاعدہ کلیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۵۰ھ/۷۶۷ء) کے قول پر مشتمل ہے جب کہ ابن شُبرمة (م ۱۴۴ھ/۷۶۱ء) کا قول ہے: "اَلْجِہادُ لَیْسَ بِوَاجِبٍ" (الطحاوی "مختصر اختلاف الفقهاء" ۳/۵۰۹) اسی طرح سفیان ثوری (م ۱۶۱ھ/۷۷۸ء) کہتے ہیں: "اَلْقِتَالُ مَعَ الْمُشْرِکِیْنَ لَیْسَ بِفَرْضٍ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ الْبِدَایَةُ مِنْهُمْ" (الشیبانی "السیر الکبیر" ص ۱/۱۳۱) عبداللہ بن الحسن کہتے ہیں: اِنَّهَا تَطَوُّعٌ (ابن رشد "بدایة المجتهد ونهایة

المقتصد''ص ۲۷۸)۔

۶۲۔ الشیرازی، المھذب، ۲/۲۳۳۔

۶۳۔ السرخسی ''شرح السیر الکبیر''، ۱/۱۳۹۔

۶۴۔ البکری ''اعانۃ الطالبین''، ۳/۱۹۴۔

۶۵۔ ابن نجیم ''البحر الرائق''، ۵/۸۲۔

۶۶۔ ابن نجیم ''البحر الرائق''، ۵/۲۲۵۔

۶۷۔ السرخسی، م۔ن، ۱۰/۱۳۳؛ ابن الھمام، م۔ن، ۶/۱۰۲؛ الزیلعی ''تبیین الحقائق''، ۱۰/۳۶۔

۶۸۔ السرخسی ''المبسوط''، ص ۱۰/۱۵؛ مجلۃ الاحکام العدلیۃ (م/۸۷)، ص ۲۶۔

۶۹۔ السرخسی، ۲/۱۱۲۔

۷۰۔ الشیبانی ''السیر الکبیر''، ۲/۲۱۷۔

۷۱۔ السرخسی ''شرح السیر الکبیر''، ۳/۹۶۔

۷۲۔ السرخسی ''شرح السیر الکبیر''، ۲/۴۳، ۲/۱۱۱۔۱۱۲۔

۷۳۔ الکرخی، عبیداللہ بن الحسین بن دلال، ابوالحسن، ''اصول الکرخی مع قواعد الفقہ''، تحقیق: محمد عمیم الاحسان المجددی، البرکتی، الصدف پبلشرز، کراچی (۱۴۰۷ھ/۱۹۸۶ء)، ص 11 ومابعد۔

۷۴۔ الدبوسی، عبیداللہ بن عمر بن عیسیٰ، ابوزید، ''تاسیس النظر مع قواعد الفقہ'' تحقیق: محمد عمیم الاحسان المجددی، البرکتی، الصدف پبلشرز، کراچی (۱۴۰۷ھ/۱۹۸۶ء)، ص ۲۷ ومابعد۔

۷۵۔ السبکی ''الأشباہ و النظائر'' ۱/۲۱۸؛ السیوطی ''الأشباہ و النظائر فی الفروع'' ص ۴۰؛ ابن نجیم ''الأشباہ و النظائر'' ص ۲۹۔

۷۶۔ السبکی، ۱/۲۱۸؛ ابن الملقن ''الأشباہ و النظائر'' ۱/۲۷۱۔

۷۷۔ السبکی، ۱/۲۱۸؛ ابن الملقن، ۱/۲۷۰۔

۷۸۔ السیوطی، ص ۴۴۔

۷۹۔ ایضاً، ص ۴۵؛ ابن نجیم، ص ۳۳۔

۸۰۔ السیوطی، ص ۴۶؛ ابن نجیم، ص ۳۵۔

۸۱۔ السبکی، ۱/۲۰۰۔

۸۲۔ السبکی، ۱/۴۴۴۔

۸۳۔ الزرکشی ''المنثور فی القواعد''، ۲/۲۲۴۔

۸۴۔ ابن رجب ''القواعد فی الفقہ الاسلامی'' (قاعدہ ۱)، ص ۳۔

۸۵۔ ابن رجب، (قاعدہ ۸۴) ص ۱۷۸۔

۸۶۔ ابن رجب، (قاعدہ ۱۰۰) ص ۲۲۸۔

۸۷۔ ابن اللحام "القواعد و الفوائد الاصولیة"، ص ۲۷۔

۸۸۔ ابن اللحام، ص ۲۹۸۔

۸۹۔ ابن اللحام، ص ۵۸۔

۹۰۔ شاشی کا نام احمد بن محمد بن اسحاق اور کنیت ابو علی ہے۔ وہ فقہ حنفی کے بہت بڑے عالم اور فقیہ تھے۔ انتہا درجے کے ذہین و فطین اور مسائل اصولیہ میں خصوصی مہارت رکھتے تھے۔ (اللکنوی "الفوائد البھیة" ص ۴۱؛ الزرکلی "الأعلام"، ۲۹۳/۱)۔

۹۱۔ الجصاص کا نام احمد بن علی ابو بکر الرازی ہے۔ اپنے دور کے بہت بڑے عالم، زاہد، فقیہ، اور فقہ حنفی کے امام تھے۔ تصنیفات میں "احکام القرآن، شرح مختصر الکرخی، شرح مختصر الطحاوی، شرح جامع محمد، اصول الفقه، شرح الاسماء الحسنی اور ادب القضاء" وغیرہ زیادہ معروف ہیں۔ (اللکنوی "الفوائد البھیة فی تراجم الحنفیة"، ص ۳۶)۔

۹۲۔ دیکھیے: السمعانی، عبدالکریم بن محمد ابو سعید "الانساب" تحقیق: عبدالفتاح محمد الحلو، دار محمد امین بیروت، لبنان (۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء)، ۳۹۰/۱۰؛ اللکنوی، ص ۱۳۹۔۱۴۰؛ القرشی "الجواهر المضية فی طبقات الحنفیة"، ۳۳۷/۱۔

۹۳۔ مفتی محمد عمیم الاحسان البرکتی المجددی نے ان قواعد کی تعداد چالیس لکھی ہے (دیکھیے: "قواعد الفقه" ص ۱۱۔۲۳) جب کہ مصطفیٰ احمد الزرقا کے نزدیک ان کی تعداد سینتیس ہے (دیکھیے: "المدخل الفقهی العام"، ۹۷۱/۲)۔

۹۴۔ النسفی کا نام عمر بن محمد بن احمد بن اسماعیل بن محمد بن لقمان ہے۔ (۴۶۱ھ/۱۰۶۹ء) وہ ماوراء النہر کے شہر نسف میں پیدا ہوئے۔ فقہائے احناف میں سے بہت بڑے مفسر، محدث، فقیہ، اور ادیب ہوئے۔ ان کی کتب میں "التیسر فی التفسیر العقائد النسفیة،" اور "کتاب المواقیت" وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ (دیکھیے: االلکنوی، ص ۱۹۳۔۱۹۴)۔

۹۵۔ دیکھیے: السمعانی "الانساب" ص ۲۷۳/۵؛ اللکنوی "الفوائد البھیة" ص ۱۴۰)۔

۹۶۔ ابن خلکان کا نام احمد بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر، ابوالعباس، اربلی ہے۔ وہ عراق میں موصل کے قریب دجلہ کے مشرقی کنارے آباد شہر "اِربل" میں (۶۰۸ھ/۱۲۱۱ء) پیدا ہوئے اس لیے اِربلی کہلائے۔ اپنے دور کے بہت بڑے مؤرخ اور ادیب ہوئے۔ شام کے قاضی بھی رہے۔ "وفیات الاعیان و ابناء انباء الزمان" ان کی معروف تصنیف ہے۔ (الزرکلی "الاعلام"، ۲۲۰/۱)۔

۹۷۔ ابن خلکان، "وفیات الاعیان و ابناء انباء الزمان" تحقیق سالم مکرم، دار الشرق، بیروت لبنان (س۔ن)، ۴۲/۳۔

۹۸۔ دیکھیے: کتاب مذکور، ۴۳۹/۲۔۴۴۳؛ الزرکلی "الأعلام" ۲۳/۸ و مابعد۔

۹۹۔ دیکھیے: کتاب مذکور، ۴۳۹/۲۔۴۴۳۔